۴۸۶/۹۲ — ۴

گورونانک جی نے صرف مغلوں و عرب حکومتوں کو دعا دی

یہ تمام حوالے جات سکھوں کی
مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں

منجانب

فقراءِ مبلغین اسلام دیندار انجمن پاکستان

۵/۲۷ بی ایریا لیاقت آباد۔ کراچی — ۱۹

۴۸۶/۹۲ — ۴

گورونانک جی نے صرف مغلوں و عرب حکومتوں کو دعا دی

یہ تمام حوالے جات سکھوں کی
مستند کتابوں سے لئے گئے ہیں

منجانب

فقراء مبلغین اسلام دیندار انجمن پاکستان

۲۴/ب بی ایریا لیاقت آباد - کراچی — ۱۹

گوروتانک جی کی یہ تصویر حکومت پاکستان کے محکمہ غیر مسلم اوقاف نے پاکستان کے مشہور و معروف مصوّر استاد اللہ بخش صاحب سے ۱۹۶۹ میں تیار کروائی تھی اور مشرقی پنجاب کے سکھ اخباروں نے بھی بخوشی اس کی اشاعت کی تھی۔

عرضِ حال

گورونانک جی آج سے پانچسو سال قبل ۱۴۶۹ء میں پنجاب کے ایک گاؤں رائے بھوئے کی تلونڈی میں جسے آج کل ننکانہ صاحب کہتے ہیں آپ کی پیدائش ایک متوسط درجہ کے ہندو گھرانے میں ہوئی تھی آپ کے والد بزرگوار بابا کلیان چند یا بابا کالو جی. رائے بھوئے کی تلونڈی کے مسلمان رئیس رائے بلار کے کارندے تھے. جن کے ذمہ ان کی زمینوں وغیرہ کا انتظام کرنے حساب کتاب رکھنا تھا۔

ایک سکھ ودوان نے بعض تاریخی کتب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ

ایک مسلمان فقیر نے گورونانک جی کے والد کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی

رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۶۵ء

سکھ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ گورو جی سے متعلق ہم مسلمانوں میں بھی ایک نظریہ زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک خدا رسیدہ. ولی اللہ مرد کامل اور مرد خدا تھے اور آپ اسلام کے عقیدتمند تھے. نیز گورونانک جی اپنے کلام میں اسلامی نظریات کو ہی پیش کیا کرتے تھے۔

م. محمدؐ من توں من کتاباں چار

من خدائے رسول نوں سچائی دربار

جب کوئی مسلمان سنتا ہے تو اس کے دل میں آپ سے متعلق محبت اور عقیدت کے ملے جلے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور جھوم جاتا ہے۔

آدساکھیاں میں پیارے سنگھ جی نے کہا۔

پھیر اونہاں فقیراں کے کے جو لوگ تھے. تناں نوں پچھیا کہ جو بھائی لوگو ایہہ فقیر ایتھے کدو کا کوہے تب اونہاں لوکاں آکھیا. اس فقیر کو ایہاں (آئے) برس دن ہوا ہے. تب اونہاں فقیراں.... راہ کیاں گلاں کر سنایاں اوہنوں لوکاں کو جو کے کے لوک تھے. تناں کہیا ایہہ ہندنا ہیں. ایہہ دانشمند ہے. نماز پوش (نماز پڑھنے کا پابند) ہے ایہاں جتنے لوگ ہیں سب اسی کے پیچھے نماز کرتے ہیں سبھناں کے آگے ایہی نماز کرتا ہے..... تب اوہنوں کہیا ایہہ مسلمان ہے تب ایسی پہنچ ہے مبرمن (۱)

(آدسا کھیاں ص۱۴۱)

بابا تکے رہیا۔

یہ کتاب آدسا کھیاں پوربی پنجاب کی تین یونیورسٹیوں۔ پنجاب یونیورسٹی۔ چنڈی گڑھ پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ اور گورو نانک دیو یونیورسٹی امرتسر کی طرف سے ایم۔اے پنجابی کے نصاب میں شامل ہے۔

پوربی پنجاب کی ایک نہیں تین یونیورسٹیاں اپنے ایم۔اے کے طالب علموں کو غلط تعلیم دیکر گمراہ کر رہی ہے۔ اور انہیں ایسی باتیں پڑھا رہی ہیں۔ جو سراسر غلط اور بے بنیاد ہیں...گورو نانک جی کا مکہ معظمہ میں سال بھر ٹھہرنا اور وہاں کی ایک مسجد میں امام الصلوٰۃ بن کر نمازیں پڑھانا ایک اور جنم ساکھی میں بھی مذکور ہے اور یہ جنم ساکھی انڈیا آفس لنڈن کی لائبریری میں ہے۔ وہاں اس کا نمبر PANJB-۴۰۰ ہے

(جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی شائع کردہ ڈاکٹر پیار سنگھ ص۱۰۳)

کوئی راج نارائن سنگھ بلبھو نے موجودہ مروجہ گورو گرنتھ صاحب کو اسی بناء پر ہاف قرآن قرار دیا ہے کہ اس میں اسلامی تعلیمات کا بکثرت ذکر پایا جاتا ہے

کھاری بیٹرلوں ہی گورو گرنتھ کہدے کیوں نہ ہاف قرآن تبات سمجھو۔ وچ ایس دے وضو نماز ملدی ہے جنت بھی پور صلات سمجھو گور سد دی حددی اک بارے روح قید ہندے ملے وات سمجھو حضرت کرے سفارش تے بہشت مل جے جدوں آوے قیامتی رات سمجھو۔

(گوربانی گورو دتا ص۱۸)

گورو نانک جی کا اسلام سکھ ودوانوں کو عموماً پسند نہیں ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے سکھوں کے دل و دماغ میں گورو نانک جی کا جو تصور سمایا ہوا ہے۔ وہ ساکھی کاروں (یعنی قصہ گو لوگوں) کا اپنا اختراع ہے۔ حقیقی گورو نانک جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ وہ جب ہماری زبان سے گورو نانک جی کے اسلام کے دلائل سنتے ہیں تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں کیونکہ ان ذہنوں میں گورو نانک جی کے جو نقش و نگار ہیں وہ اس کے برعکس ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان ڈاکٹر مہندر سنگھ دوسانجھ بیان کرتے ہیں۔

پس اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ موجودہ زمانہ کی سکھ دنیا کے ذہنوں میں گورو نانک جی

کا جو تصور ہے وہ گورو نانک سنگھ کا ہے۔ اس کا حقیقی اور تاریخی نانک سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور یہ بات خود سکھ ودوانوں کو مسلم ہے۔

ڈاکٹر مہندر سنگھ دوسانجھ بیان کرتے ہیں۔

اپنی منتیں پوری ہونے تک نانک کے کلام کو لوگوں نے لاکھوں بار پڑھا۔ اور دہرایا ہے مگر اس کلام میں سے گورو نانک جی کا (اصلی) سروپ تلاش کرنے کے لئے خال خال شخص نے ہی اس کا مطالعہ کیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جس گورو نانک کو آج ہم مانتے ہیں۔ وہ ساکھی کاروں (یعنی قصہ گو لوگوں) کا گورو نانک ہے۔ گورو نانک ہے۔ گوربانی کا گورو نانک نہیں۔

(گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص۳)

سکھ قوم نے ہمیشہ دھوکا کھایا۔

گورو گوبند سنگھ کو بندہ بیراگی نے دھوکا دیا۔ پنجاب کے مسلمانوں کا قتل عام کے لئے بھیجا اس نے دہلی سے اٹک تک مسلمانوں کی مساجد خانقاہیں مدارس کھا جاڑا بندہ بیراگی کا معمول تھا ہر روز ۵۰۰-۶۰۰ مسلمانوں کا قتل نہ کرتا پانی نہ پیتا اس نے سرہند گجرانوالہ دیوبند دہلی کے علاقوں کو لوٹ مار کر ان عورتوں کو مادر زاد ننگا کیا اور ان سے شہر میں بھیک منگوائی۔ شریف زادیوں کو چوڑوں چماروں کے حوالے کیا گیا۔ اس بندہ نے گورو گوبند سنگھ کی بیوی ماتا مدیوی کو مجبور ہو کر بندہ بیراگی کو بددعا دینا پڑی۔ اور کہا تو ہمارا کہا مان ورنہ ہماری سکھی سے انکار کر۔ چنانچہ اس کا جواب بھی ویسا ہی دیا میں گورو کا سکھ نہیں ہوں میں بیراگی فقیر ہوں صرف میری انکی ملاقات ہے۔ اس ماتا نے بددعا دی کہ اے بندے عقل کے اندھے تو نے ہماری حکم عدولی کی اور اپنے گرو سے جس نے تجھکو اس قدر طاقت بخشی منحرف ہو گیا اس لئے آج سے تیرا جاہ و جلال بالکل نہیں رہے گا۔ تو ترکوں کے ہاتھ سے بڑے عذاب سے مارا جائے گا آخر یہ پکڑا گیا قتل ہوا اور اس کی بیوی مسلمان ہو کر حج بیت اللہ گئی

(تواریخ گورو خالصہ ص۲۸ حصہ دوم اردو)

دوسرا دھوکا انگریز نے دیا۔ بھارت پر انگریزوں کے تسلط سے قبل مسلمان اس ملک پر حکمران تھے اور طویل عرصہ سے حکومت کر رہے تھے۔ انگریزوں نے اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا کہ مسلمان حکمران اور بادشاہوں کو ظالم متعصب تنگ خیال اور ہندو کش ثابت کریں

چنانچہ اپنے دورِ حکومت میں انھوں نے بھارت کی ایسی تاریخ کی بنا ڈالی جس میں تقریباً تمام مسلمان حکمرانوں کو نہایت گھناؤنی شکل میں پیش کیا گیا اور غضب تو یہ ہے کہ یہ تاریخ نصابِ تعلیم میں شامل کر دی گئی۔

چنانچہ اکالی تخت کے جتھیدار بھائی پرتاب سنگھ جی گیانی فرماتے ہیں کہ

انگریز مصنفین کی یہ سیاسی چال رہی ہے کہ وہ ہندوستانی بادشاہوں۔ راجاؤں اور نوابوں کو گھناؤنی شکل میں پیش کریں تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں اور انگریزوں کی حکومت کو اچھا خیال کریں۔ (اتہاسک لیکچر صفحہ ۲۱۶)

ایسٹ انڈیا کمپنی کے سربراہوں نے سکھوں سے کس قسم کی تاریخ مرتب کروائی تھی اس بارے میں پنڈت جوالا سنگھ جی کا بیان ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی اور سب سیڈری سکھ سرداروں نے سیاسی ضرورت کے پیش نظر سکھ تاریخ مرتب کروائی جو سکھوں میں رائج ہو گئی اور بے پڑھے لکھے سکھوں نے اس تاریخ کو مستند مذہبی تاریخ خیال کر لیا۔ (سکھ اتہاس دا انشٹ کویں ہویا صفحہ ۴۲)

سکھ قوم اس سے بھی آگے بڑھ کر سکھوں کو امرت چھکاتے (سکھ بناتے) وقت ان سے انگریزوں کے وفادار رہنے کا عہد بھی لیا جاتا تھا جیسا کہ مرقوم ہے کہ

امرت چھکاتے وقت سکھوں کو جو مذہبی ہدایات دی جاتی تھیں
ان میں یہ اضافہ کیا گیا کہ امرت چھکاتے وقت ہر سکھ کو تلقین
کی جاتی تھی کہ

وہ آج سے انگریزی حکومت کا وفادار رہے گا۔ اور اس کا عہد کرتا تھا
(میکالیف اتہاس حصہ ۵ صفحہ ۹۶)

تقسیم ہند کے وقت انگریز نے سکھوں کی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

ہندوؤں نے دھوکا دیا۔ ۱۹۴۷ء میں جو کچھ ماسٹر تارا سنگھ جی نے لاہور میں کیا اور جو کچھ کہا اس کی خوشی میں کانگریس نے ان کو اپنا ہیرو بنا لیا جو کچھ فسادات میں انھوں نے کیا اس کا کانگریس کو فخر ہے۔ رسالہ پریت لڑی اکتوبر ۱۹۵۰ء

۳ مارچ کو ماسٹر تارا سنگھ صاحب پاکستان مردہ باد کے نعرے لگا کر پاکستان کے ہندوؤں اور سکھوں کو پاکستان کے خلاف دھرم یدھ (مذہبی جنگ) کے لئے تیار نہ کرتے تو آج تمام پنجاب پاکستان میں شامل ہوتا اور دیش کی سرحد واہگہ کی بجائے جمنا پر ہوتی اور ہمارے نیتا دہلی کے بجائے الہ آباد یا بنارس بیٹھے ہوتے۔ (ترجمہ از نکھی سورما صفحہ ۱۵۳)

جب پنجاب کی تقسیم ہوئی تو ہمارے بڑے بڑے دوست آنسو بہاتے تھے کہ سکھ قوم دو ملکوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان کا کیا ہو گا۔ لیکن ان دوستوں کو سکھ قوم کی خودداری کا علم نہ تھا وہ یہ نہ سمجھ سکے مسلمانوں کی رعیت بنکر نہیں رہ سکتے اور انھوں نے دنیا کے تختے پر بے مثال قربانیاں اور ہمت کر کے اپنی قوم کو مسلمانوں کی غلامی سے بچا لیا۔ اربوں کی جائیدادیں چھوڑیں لاکھوں جانیں قربان کیں کس لئے۔ اگر ہم مسلم لیگی درشن سنگھوں کی بات تسلیم کر لیتے تو ہم پاکستان میں رہ سکتے تھے۔ لیکن ہماری غیرت نے قبول نہ کیا۔ (سنت سپاہی امرتسر جولائی ۱۹۴۸ء)

سکھ قوم مذہب ہے گورونانک جی نے فرمایا ہے کہ ہندو قوم سے متعلق یہ فرمایا کہ

اندھے گونگے اندھ اندھار۔ پاتھر لے پوجھینہ مگدھ گوار
او وہ جا آپ ڈبے تم کہاں ترن ہار

گورونانک کے عقیدہ کے لحاظ سے ہندو اندھے اور گونگے نہ دیکھتے نہ سمجھتے ہیں بے وقوف پتھروں کی پوجا کرنے والے ہیں۔ ایسی قوم سے سکھ قوم کا کیا واسطہ ہو سکتا تھا۔ ہندوؤں کے مال و دولت و حکومت کے جال میں پھنسکر جس طرح انگریزوں کو سر پر اٹھایا تھا اب ہندوؤں میں ضم ہونے کے لئے اندرا گاندھی کے صاحبزادے سنجے گاندھی کو سکھ لڑکی مانیکا کو دینے پر دینے پڑ تل گئے۔ دینے والے بھی نرک پراپت ہوں گے لینے والے بھی نرک پراپت ہوں گے چونکہ رد رمنی نے کہا تھا کہ کلیوگ کے پانچ ہزار سال کے بعد چاروں ذاتوں کو توڑنے والے خود براہمن ہوں گے۔ مسز اندرا گاندھی کشمیری براہمن کے گھر سکھ لڑکی مانیکا نیچ ذات کی بہو بنکر ذاتوں کا قانون توڑ کر نرکشٹ

ہوتی ۔ مانیکا سکھ دھرم کے اصول کے لحاظ سے ۔ سکھ لڑکے یا لڑکی کا رشتہ کسی غیر سکھ کے ساتھ کرنا کبیرہ گناہ ہے ۔

(سکھ قانون صلا۲۲)

اگر ہر ایک سکھ اپنی لڑکی کا رشتہ سکھ کے ساتھ کرے تو قوم بچ سکتی ہے ۔ جو سکھ ہو کر غیر سکھوں کو لڑکیاں دیتے ہیں وہ خالصہ پنتھ کے دشمن ہیں ۔

سکھ قانون صلا۱۶

سکھ سماج میں اس کا مقاطعہ کر دیا جاتا ہے ۔ میاں اور بیوی دونوں کا گورو کے سکھ ہونا ضروری ہے اور امرت دھاری (سکھ دھرم میں داخل ہے) بھی ۔ اگر لڑکی نے امرت دھار کیا ہو ۔ اور لڑکا بغیر امرت چکھے یا لڑکا امرت دھاری ہو اور لڑکی نے امرت نہ چھکا ہو تو ان دونوں کی شادی بھی ممنوع ہے ۔ شادی سے پہلے دونوں کا امرت چھکانا ضروری ہے ۔

(پریم سمارگ صلا۵ ادھیائے ۴ چرن ۱۳ واں)

کسی غیر سکھ کو لڑکی کا رشتہ دینا ایسا ہی ہے ۔ جیسا کہ سانپ کو دودھ پلانا ہے ۔

رہم ہندو نہیں صلا۴)

جب تک دوبارہ مناسب سزا بھگت کر اور پانچ پیاروں کو اپنے آئندہ نیک رہنے کا یقین دلا کر دوبارہ امرت چھکے پنتھ سے خارج ہو جاتا ہے

لوئیں ٹیگ رایوان سکھ خالصہ صلا۶۲

اس کتاب میں سکھوں پر یہ بات واضح کی گئی ہے کہ گورو جی نے اپنے سچے خیر خواہ مغلوں اور عربوں کو حکومت کے استحکام کے لئے دعا دی اور مغلوں کے خوابوں میں ہندوستان پر اسلام کے غلبہ کی بشارت دی ۔ کاشی و بنارس کے مندروں میں پڑے ہوئے ویدوں کو مخلوق خدا تک ان زبانوں میں ترجمہ کرا کے پہنچایا ۔ اب عرب کے شیخوں کا کام ہے کہ ان مندروں، گرجاؤں اور گردواروں میں کموزہ، بانگ ۔ نماز ۔ مصلہ قائم کرے ۔

(سکریٹری دیندار انجمن)

تُوُدِّيتُ فِي كُلِّ الْبِلَادِ فَقِيْرًا
وَسَرَيْتُ فِي أَقْصَى الْبِلَادِ كَثِيْرًا
وَأَتَيْتُ بَغْدَادَ الشَّرِيْفَةَ كَيْ أَرٰى
بَهْلُوْلَ دَانَا إِذْ إِلَيْهِ أُشِيْرَا
نَانَكُ أَتَاكَ الْيَوْمَ فِيْكَ مُشَوَّقٌ
يَرْجُو الْمُسَامَحَ مِنْكَ وَالتَّقْصِيْرَا لہ

یعنی بطور ایک درویش ہر ملک میں (جہاں بھی میں گیا) مجھ سے محبت کی گئی ۔ اور میں نے دور دراز ممالک کے بہت سے سفر کئے ہیں ۔ میں بغداد شریف آیا ۔ تاکہ بہلول دانا کی زیارت کر سکوں جبکہ اس کی طرف (ایک غیبی آواز کے ذریعہ) اشارہ کیا گیا تھا ۔ (اے بہلول دانا) آج نانک تیری چاہت میں غرق تیری خدمت میں حاضر ہوا ہے ۔ وہ تجھ سے بخشش اور درگذر کا طلبگار ہے ۔

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول گورو نانک جی نے یہ بھی فرمایا ہے :-

لِلّٰهِ قَوْمٌ فِي السِّيَاحَةِ فُتِّنَا ۔ كَالْوَرْدِ إِلَّا أَنَّهُ لَا تُجْتَنٰى
وَطُغَاةُ هِنْدُسْتَانَ يَدْعُوْنِي لَهُمْ ۔ شُكْرًا إِلٰهَ الْعَرْشِ إِنِّي مُؤْمِنَا
وَمُكَوِّنُ الْأَكْوَانِ أَنْقَذَ نَانَكَ ۔ مِنْ حِزْبِ ذِي الشَّيْطَانِ طَهَّرَ قَلْبَنَا
إِذْ يَجْعَلُوْنَ مَعَ الْإِلٰهِ مُشَارِكًا ۔ حَاشَا شَرِيْكٍ أَنْ يَكُوْنَ لِرَبِّنَا ۔ لہ

یعنی ۔ اس (خدا رسیدہ) گروہ کے کیا کہنے جنہیں سیر و سیاحت کی بنا پر آزمائش میں ڈالا جاتا ہے ۔ ان کی مثال گلاب کے پھولوں کی طرح ہے ۔ لیکن (ایسے پھول) جنہیں توڑا نہیں جاتا ۔ ہندوستان کے ظالم لوگ مجھے اپنی طرف بلاتے ہیں ۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے کہ میں مومن ہوں ۔ (ان کی طرف مائل نہیں ہو سکتا) ۔

کائنات کا خالق (پروردگار) جس نے نانک کو شیطان کے گروہ سے نجات دی ہے اس نے ہمارا دل پاک و صاف کر دیا ہے ۔

وہ لوگ تو خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہراتے ہیں لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ کہ ہمارے پروردگار کا کوئی شریک ہو ۔

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی کے بقول گورو نانک جی نے بغداد سے :- ایسی کے وقت جی عربی میں کچھ کلام بیان کیا تھا۔ اس کی ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ گورو جی کے دل کی وہ عقیدت واضح کر رہا ہے جو ان کے پاک دل میں اس مقدس شہر سے متعلق کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

أَوَّاهِ بَغْدَادُ يَا دَارَ السَّلَامِ لِمَا — اَبْعَدْتِ عَنِّيْ كَمِرْاٰةٍ عَلٰى نَظَرِيْ
اِذَا ذَكَرْتُكَ بَهْلُوْلُ هِيَ سَفَحَتْ — نَوَاظِرِيْ وَفُؤَادِيْ صَارَ فِي الْخَطَرِيْ
لَوْ كَانَ وَصْلُكَ بِهِنْدُسْتَانَ اَجْمَعُهَا — هَانَتْ عَلَيَّ وَمَنْ لِلْعُمْيِ كَالْبَصَرِيْ
دَعِ الرِّوَايَاتِ وَالْاَخْبَارَ قَاطِبَةً — فَاِنَّ لَيْسَ عِيَانُ الشَّيْءِ كَالْخَبَرِيْ ؎

یعنی۔ ہائے بغداد۔ اے دار السلام (یعنی دھرم دا رسکھ رکن) جو میرے دیکھنے کے لئے ایک (آرسی کے) آئینہ کی مانند ہے۔ مجھ سے کیوں دور ہو گیا۔

اے میرے پیارے بہلول۔ جب تو مجھے یاد آتا ہے تو میری آنکھیں آنسو بہانے لگ جاتی ہیں۔ اور میرا دل خطرے میں گھر جاتا ہے۔

اے بہلول۔ کاش تمہاری پوری (پوری) ملاقات ہندوستان میں (کسی جگہ) ہو جاتی۔ تو مجھ پر (یہ فراق کی گھڑی) آسان ہو جاتی۔ اور کون ہے جو آنکھوں سے بڑھ کر اندھے کے لئے (مفید) ہو سکتا ہے۔

گورو نانک جی نے مغلوں کو سات پشتوں تک حکومت کی دعا دی۔ مکہ معظمہ میں گورو نانک جی نے عربوں کی حکومت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور وضو کر کے قبلہ رخ منہ کر کے کھڑے ہو کر ساتھ ہی راگ بسنت میں (یہ دعائیہ) شعر بولنے لگے یہ چیت کے دن تھے عید کے دن مکہ کا حج ہوتا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۶۷

گورو نانک جی نے کسی ہندو یا سکھ حکمران کو دعا نہیں دی۔ ہندو تو آپ کے سخت دشمن تھے خاندان میں دونوں بیٹے سری چند و لکھمی چند باغی نافرمان۔ ساس سسر کا یہ حال تھا۔

گورو نانک جی کا ہندو سسرال

یعنی گورو جی کے ہندو خسر مولے چونٹے۔ ساس چند و رانی۔ پہلی بیوی مائی چونی گورو جی کے

پاس آ کر گورو جی کی دوسری شادی پر بہت غصے کا اظہار کیا۔ اور انہیں بہت سخت سست کہنے سے دریغ نہ کیا۔ لیکن جھگڑے سے بچنے کے لئے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔

ایہہ جو ترکی آن رکھی یا ہس اتے اپنا ٹبر چھڈ دنا ہیں
مولے (خسر) آکھیا جی تسیں سادھ آکھندے ہو
اتے ایں جانداں ہاں کہ ایں جیہا کھوٹا کوئی نہیں
چند و رانی (ساس) کڑکی جیوں بجلی کڑکدی ہے
سن تو دے نانک تپا ناؤں رکھاؤنا
اتے اپنا ٹبر چھڈ و توری اتے کو راہ کرائیوں۔ بھلا تپاؤں رکھاؤنا
تاں گورو نانک جی چپ کر رہیا بولے
تاں پھیر چند و رانی آکھیا کیا کراں پرمیشر دا بھو مار دا ہے
نہیں تاں سبھے سانگ تیرے خوار کر دیساں
تاں پھیر ماتا چونی بولی ہن تاں تیرے نال گل کرنی بھی بھلی نہیں
پر آکھ دکھا جو تیں لاواں لیتیاں آہیاں
تینوں لاواں دی شرم نہ پئی۔ اجیہا بے شرم ہوئے کھڑوتا

جنم ساکھی قلمی ورق ص۳۵۵

گورو نانک جی کا مسلمان سسرال

حیات خاں کے ہاں ایک دفعہ باور صاحب تشریف لائے۔ وہاں پر جب آپ کا آنا ہوا۔ تو آپ کی بزرگی کو دیکھ کر حیات خاں کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ اتفاق سے یہ بزرگ آگیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دیدیں اس تجویز سے حیات خاں نے بھی اتفاق کیا اس طرح پر اس لڑکی کا باوا صاحب سے نکاح ہو گیا ۔اس کے بطن سے باوا صاحب کے ہاں دو بچے بھی پیدا ہوئے۔

حوالہ جنم ساکھی قلمی ورق ۵۸۱

گورو نانک جی بچپن سے وصال تک مسلمانوں کیساتھ رہے

گورونانک جی پیدائش سے وصال تک مسلمانوں کے ساتھ رہے۔ گوروجی کے استاد مسلمان، گورو جی کی دستگیری کرنے والے مسلمان، عربی فارسی پڑھانے والے مسلمان۔ نانک جی کے بچپن سے خدمت کرنے والے مسلمان۔ پوشاکیں بنوانے والے مسلمان، انکا خرچ برداشت کرنے والے مسلمان، جتنا گورو جی نے فقیروں کو کھلا کر برباد کیا ادا کرنے والے مسلمان نانک جی کو نانک سر اور بال بیلا تالاب بنوانے والے مسلمان، بال بیلا گوردوارے کو ایک ۱۲۰ سو بیس مربع جاگیر دینے والے مسلمان، مال جی صاحب کو ۱۹ مربع و کیارہ صاحب کو ۵۰ مربع زمین دینے والے مسلمان۔ گورونانک جی کی شادی کرنے والے جے رام جی بہنوئی کی شادی کرانے والے مسلمان۔ گوروجی کی شادی میں ہاتھی۔ گھوڑے۔ رتھ۔ گڈے پالکی اور بے شمار دولت خرچ کرنے والے مسلمان، دوکانداری کرانے والے مسلمان، ننکانہ صاحب کو ۲۲۷ مربع زمین دینے والے مسلمان، کرتارپور کی زمین ۹۴۶ کھاد ۷/کنال ۱۰ مربع زمین دینے والے

مسلمان، گوئندوال پر زمین دینے والے مسلمان، ڈیرہ دون کا گردوارہ کی زمین دینے والے مسلمان، گوردوارہ پنجہ صاحب کا حوض اور بارہ دری بنانے والے مسلمان، گولڈن ٹمپل امرتسر کی پہلی اینٹ رکھنے والے مسلمان۔ ماچی واڑہ کی جنگ کے وقت مکان میں چھپانے والے مسلمان، گورو امرداس جی کو چوراسی (۸۴) گاؤں دینے والے مسلمان، گوروجی کے ساتھی میر سید حسن صاحب، پیر جلال۔ میاں مٹھا۔ پیر عبدالرحمان۔ بابا بڈھن، شیخ ابراہیم فرید ثانی۔ باوا ولی قندھاری۔ کرتارپور میں گوروجی کے گھر کے پاس مسجد بنوانے والے مسلمان، حیات خاں کی بیٹی ماتا منجھوت (بی بی خانم) سے شادی کرانے والے مسلمان، قرآن کریم کی آیتوں والا چولہ عطا کرنے والے مسلمان، ساری عمر ہمسفر رہنے والا مردانہ مسلمان۔ اسلامی ممالک مکہ معظمہ، مدینہ منورہ۔ بغداد۔ ایران۔ افغانستان۔ سندھ۔ پنجاب دیگر ممالک کے مسلمان، آپ کے وصال تک آپ کی عقیدت مندی میں رہے۔ گوروجی کی رُشد و ہدایت کے عطا کرنے والے ۹۲۷ھ میں حضرت مرشدی و مولائی حضرت مراد سلسلہ چشتیہ بغدادی مسلمان گوروجی کی لاش کی آدھی چادر کے مالک مسلمان۔

اب سکھ لیڈر بھی اس بات کے معترف ہیں کہ سکھ ہندو نہیں؛

سکھوں کو علیحدہ قوم تسلیم نہ کرنے والے احمق ہیں۔

—— اکالی رہنما کا بیان

شرومنی اکالی دل کے ممتاز رہنما اور جنرل سکریٹری سردار سکھ جیندر سنگھ نے بھارتی حکومت کو چیلنج کیا ہے کہ وہ خالصتان کے مسئلہ پر ملک بھر میں ریفرنڈم کرائیں انھوں نے سکھوں کو الگ قوم تسلیم نہ کرنے والوں کو احمق قرار دیا ہے۔ سردار سکھ جیندر سنگھ نے اس سلسلے میں ایک طویل مضمون بھارتی روزنامہ ہند سماچار میں طبع کرایا ہے جسے اخبار نے اس تمہید کے ساتھ شائع کیا ہے کہ اس کی بھاشا نفرت انگیز ہے اور اسے چھاپنا مفاد میں نہیں لیکن سکھ الگ قوم کے نعرے کی ذہنیت کو اجاگر کرنے کے لئے اسے چھاپا جا رہا ہے مضمون میں سردار سکھ جیندر سنگھ نے کہا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں کو ایک قوم قرار دینے والے وہی ہیں جو کشمیر سے کنیا کماری تک سارے علاقہ کو منجی جاگیر سمجھتے ہیں

اور اس بات کا عزم کئے ہوتے ہیں کہ جو ان کی ہاں میں ہاں ملائے اسی کو بھارت میں رہنے کا حق دیا جائے یہ لوگ مسلمانوں کے بارے میں ایسے ہی غلط استدلال سے کام لینے اور الگ قوم تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں سردار سکھ جیندر سنگھ نے کہا ہے کہ سکھوں کو بنیادی طور پر ہندو ماننے والے پرلے درجہ کے احمق اور خود غرض ہیں اور اس حقیقت سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ خود ہندو دھرم کی ڈیفینیشن (؟) اب تک طے نہیں ہو سکی اور تاریخ میں کبھی ایک قوم کی حیثیت سے نہیں رہا حال میں کلکتہ میں زبردست ہندو کانفرنس میں رادھا کرشن اور ممتاز ہندو رہنما خود بھی ہزاروں کوشش کے باوجود ہندو مذہب کی مسلمہ تعریف کا تعین نہیں کر سکے۔۔۔۔ سکھ اونچ نیچ ذات پات مورتی پوجا اور دیگر ہندو روایات کو نہ صرف تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کے خلاف بھی ہیں۔ تاریخی حوالوں سے سردار سکھ جیندر سنگھ نے مزید لکھا ہے کہ مغل دور میں ہندو ہی سکھ رہنماؤں کے خلاف حکمرانوں سے شکایت کرنے اور غلط فہمیاں پیدا کرتے رہے اسی لئے گورو رام داس جی کو شاہی دربار میں طلب کیا گیا اگر ہندو سکھوں کو اپنا ہم مذہب جانتے تو ایسا نہ کرتے ۔۔۔۔۔۔ ہندو کان کھول کر سن لیں

کہ سکھ مسلمانوں عیسائیوں اور ہندوؤں کی طرح ایک الگ قوم ہیں۔

(جالندھر ۲۰ اپریل ۱۹۸۱ء)

ماسٹر تارا سنگھ کا اعلان

۱۲ جنوری ۱۹۶۶ء سکھ خود کو اسلامی فرقہ قرار دیں ماسٹر تارا سنگھ کی اپیل (۲) ہندوؤں کی عیاری نے سکھوں کو اسلام سے دور کر دیا انہیں پھر اس مذہب کو گلے لگا لینا چاہئیے (۳) سکھ اور مسلمان مل کر ایشیاء میں استحکام پیدا کر سکتے ہیں (۴) ایران میں ممتاز علماء سے ملاقاتیں۔

سکھوں کے لیڈر ماسٹر تارا سنگھ عنقریب ایک انقلابی اعلان کرنے والے ہیں جس کے نتیجہ میں بھارت اور ایشیا کی سیاست میں اہم تبدیلیاں ہوں گی۔ سکھ اور مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب آجائیں گے۔ انھوں نے بتایا کہ وہ پیدائشی سکھ نہیں۔ بلکہ پہلے ہندو تھے پھر حق کی تلاش میں نکلے اور ہندوؤں کی بت پرستی چھوڑ کر سکھ مذہب اختیار کر لیا۔

انھوں نے مذکورہ ملاقاتوں میں بتایا کہ ہم سکھ گرنتھ صاحب کو مانتے ہیں اور اصلاً سکھ فرقہ اسلام سے زیادہ قریب اور ہندو مت کی شرک پرستی سے بہت دور ہے۔ فرقہ کے بانی گورونانک صوفی مشرب بزرگ تھے اور اللہ کو واحد مانتے تھے اور حضرت محمد مصطفٰے صاحب کو خدا کا نبی تصور کرتے تھے۔ لیکن بعض مسلمان بادشاہوں کے سیاسی اقدامات کی وجہ سے یہ فرقہ اسلام سے دور ہوتا چلا گیا ہندوؤں نے بڑی چالاکی سے انہیں گلے لگا لیا۔ ماسٹر تارا سنگھ نے ایرانی علماء سے مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایشیا میں مسلمانوں کا مستقبل بہت شاندار ہے افریقہ اور ایشیا کی سیاست میں مسلمان بہت اہم کردار ادا کرنے والے ہیں۔

سکھ بہادر اور بات کے دھنی اور سچائی پر مر مٹنے والے لوگ ہیں۔ انھوں نے کہا مذہبی اعتبار سے سکھ ایک واحد فرقہ ہے اور گورونانک کا مکہ مدینہ، بغداد کربلا اور نجف اشرف کا سفر اس بات کا ثبوت دیتا ہے وہ اسلام کے بزرگوں کو قابل تعظیم سمجھتے تھے۔ وہ بھی پہلے ہندو تھے اور حق کی تلاش میں رہتے تھے۔ انھوں نے توحید کی تعلیم قرآن پاک سے حاصل کی۔ میں بھی قرآن پاک اور حدیثوں کو مانتا ہوں اور آج کل اسلام کا مطالعہ بڑے غور و فکر کے ساتھ کر رہا ہوں۔ ماسٹر تارا سنگھ نے

اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان عالموں نے ہماری طرف توجہ نہیں دی ورنہ ہم بھی شاید مسلمانوں کا ایک فرقہ ہوتے۔ اور ہمارے نام بھی آغاخانی مسلمانوں کی طرح ہوتے۔

"انھوں نے انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ میں عنقریب ایک تاریخی فیصلہ کرنے والا ہوں اور ساری سکھ قوم کو یہ مشورہ دوں گا۔ کہ جب وہ اپنے کو ایک خدا کا ماننے والا کہتے ہیں اور حضرت محمدؐ عربی کو مانتے ہیں تو یہ اعلان کریں کہ ہم اسلام کا ایک فرقہ ہیں اور ایشیا کے اتحاد کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنا چاہتے ہیں"

دنیا اس بات پر حیرت زدہ ہے کہ

سکھ جیسی بہادر قوم جنگجو ہتھیار بند جنگی مہارت سے واقف وقت واحد میں دس دس ہزار ہتھیار بند فوج گورو گوبند سنگھ کی بعد اس کے طاقتور دور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت ایک کروڑ کی تعداد اس پانچ سو سالہ سکھ دور میں نصف صدی سکھ حکومت نہ چل سکی اس کی بھی کوئی وجہ ہو گی۔ وجہ معلوم کرنا بہت آسان ہے گورونانک جی نے سکھ قوم کو دعا کی ہوتی تو ان کی بھی حکومت کچھ دن نیک نامی سے چلتی

برخلاف اس کے گورونانک جی کے دوست مسلمان تھے مغل تھے عرب تھے بچپن سے وصال تک مسلمان ہی ساتھ رہے گورونانک جی کے عمل کے خلاف آج تک سکھوں کا عمل چلا آرہا ہے اگر سکھ اب بھی آخرت و حکمرانی —— چاہتے ہیں تو گورونانک جی کے اور مسلمانوں کے بھائی بن جائیں یہ پانچ سو سالہ تجربہ بتا رہا ہے کہ آئندہ بھی سکھوں کو مسلمانوں کے بھائی بننا پڑے گا۔

گورونانک جی اور شہنشاہ بابر

بابر نے یمن آباد ضلع گجرانوالہ پر حملہ کیا اسے فتح کر لیا تو اس کے سپاہیوں نے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ بابا صاحب اور اس کے ساتھی بھی پکڑے گئے۔ جب بابر گورو صاحب کے درشن کو گئے تو ان کا

روحانی چہرہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ اس نے آپ کو خدا تعالیٰ کا پیارا سمجھ کر کہا کہ آپ جو کچھ چاہیں مانگ سکتے ہیں۔ بابا صاحب نے جواب دیا۔

ایمان دیا ایک خدائے۔ جس کا دیا ہر کوئی کھائے
بندے کی جو لیوے اوٹ۔ دین دُنی میں تاکو ٹوٹ
ایک داتا سب جگت بھکاری۔ تس کے چھاڈ اور کو لاگے تس سگلی پت ہاری
شاہ پاتشاہ سب تس کے دیئے۔ تس کے سنگ نہ کوئی رلئے
کہہ نانک سن بابر میر۔ تجھ تے مانگے سو احمق فقیر

جنم ساکھی بھائی بالا ص۳۸ ہیکانف اتہاس حصہ (ف۱۰۶) نانک پرلیودھ ص۱۹۲

خدائے واحد نے مجھے ایمان عطا فرمایا ہے۔ جس کے دیئے ہوئے رزق میں سے ہی ہر کوئی کھاتا ہے جو شخص کسی انسان کی پناہ اختیار کرتا ہے۔ اسکو دین اور دنیا میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ خدائے رزاق ایک ہی ہے اور باقی سب اس سے بھیک مانگنے والے ہیں۔ جو شخص اس کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف دیکھتا ہے۔ اپنی ساری عزت کھو دیتا ہے۔ وہی سب کو بادشاہ بناتا ہے۔ اس کا ہمسر کوئی نہیں اے بابر نانک کہتا ہے کہ جو تجھ سے مانگے گا وہی احمق فقیر ہے۔

بابر کے ساتھ گوروجی کے بہت سوال و جواب ہوئے جب اس کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ولی ہے تو کہنے لگا کہ آپ مجھ سے کوئی جاگیر مانگ لیں۔ اس پر گوروجی نے کہا کہ سب کے رزاق کے بغیر کسی سے مانگنا فقیروں کا کام نہیں۔ بابر نے کہا کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ کامل فقیر ہیں میری حکومت کی کامیابی کے لئے دعا کرو۔ گورو صاحب نے وعدہ کیا کہ اگر تو حکومت چاہتا ہے تو سب بیگناہ قیدیوں کو رہا کر دو۔ . . . . . یہ سن کر بابر نے سب قیدیوں کی رہائی کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد گورو صاحب کے ساتھ بابر نے یہ اقرار کیا کہ میں انصاف و عدل کروں گا۔ آپ کی گدی کی ہمیشہ عزت کرتا رہوں گا

اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۹۹

گوروجی کی دعا نے مغلوں کو شہنشاہت تک پہونچایا

بابا صاحب نے بابر کا یہ پریم دیکھ کر اس کے خاندان کو سات پشت تک بادشاہت کی دعا

دی اور اس دعا کے نتیجہ میں مغلوں نے ایک عرصہ تک بھارت میں بادشاہت کی۔ بابر نے کہا کہ میری بادشاہی پشت بہ پشت چلتی رہے تو گوروجی نے کہا تیری بادشاہی بہت عرصہ چلے گی۔

جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۹

مغلیہ خاندان کا پہلا بادشاہ بابر جس نے ہندوستان میں گورو نانک صاحب کی مہربانی سے اپنی سلطنت قائم کی۔

گورمت سدھاکر ص۳۰

مغلیہ خاندان کے ایک بزرگ نے چودھویں صدی میں سکھوں پر یہ راز فاش کر دیا کہ خاندان مغلیہ اور عرب کے شیخ ہی گورو نانک جی کی دعا کے مستحق ہیں۔

گورو انگد صاحب اور ہمایوں بادشاہ

ہمایوں کو بادشاہ بنے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ شیر شاہ سوری نے اس کو شکست دیکر دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ جب ہمایوں شکست کھا کر کابل کی طرف جا رہا تھا تو اس کے ماموں مرزا قاسم بیگ نے کہا کہ گورو نانک نے بابر کو سات پشت تک بادشاہت کرنے کی دعا دی تھی۔ ان کے گدی نشین گورو صاحب سے مل کر معلوم کرنا کہ یہ بات ہے آپ کی بادشاہت کیوں جاتی رہی۔

تواریخ گورو خالصہ ص۳۶۰

اس پر ہمایوں بادشاہ گورو انگد صاحب کے پاس آیا۔ اس وقت گورو صاحب مراقبے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے ہمایوں کی طرف توجہ نہ کی۔ یہ طریقہ ہمایوں کو بہت برا معلوم ہوا۔ اس نے گورو صاحب پر تلوار کھینچ لی۔ لیکن

اتنے میں گورو صاحب مراقبہ سے بیدار ہو کر کہ اے بادشاہ۔ تو نے یہ شمشیر شیر شاہ سوری پر کیوں نہ اٹھائی۔ وہاں سے پیٹھ دکھا کر آئے اور اب پیروں فقیروں پر شمشیر کی بہادری دکھانا چاہتے ہو۔ بادشاہ نے گورو کو ولی سمجھ کر ان سے معافی مانگی۔ گورو صاحب نے جو دوست اور دشمن کو یکساں سمجھتے تھے فرمایا کہ چند سال کے بعد تم ہندوستان کے بادشاہ ہو جاؤ گے بلکہ اسی حالت میں تمہارے

گھر ایک شاہزادہ صاحبِ اقبال اور نیک نام پیدا ہوگا جو تمام افغانستان اور ہندوستان پر حکومت کرے گا۔ چنانچہ ایک مدت کے بعد گورو صاحب کا قول پورا ہوگیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو)

گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ گورو انگد صاحب نے اس بات کی بھی تائید کی کہ مغلوں کی بادشاہی کا قیام بابا نانک صاحب کی دعا کا ہی نتیجہ تھا۔

بارہ تیرہ برس کے بعد پھر تو دہلی کا بادشاہ بنے گا اور سات پشتوں تک تیرا راج قائم رہے گا۔ گورو نانک صاحب کا قول کبھی غلط نہیں ہوگا۔

تواریخ گورو خالصہ ص۳۶

گورو گوبند سنگھ صاحب نے بھی اورنگ زیب کی بے حد تعریف کی ہے۔

خوشش شاہِ شاہاں اورنگ زیب۔ کہ چالاک دست است چابک رکیب
چہ حسن الجمال است روشن ضمیر۔ خداوند ملک است صاحب امیر
کہ ترتیب دانش بہ تدبیر تیغ۔ خداوند دیگ و خداوند تیغ.
خداوند بخشندائے ملک و مال کہ .کہ روشن ضمیر است حسن الجمال - ملائک صفت چوں ثریا شکوہ

... ...

شہنشاہ را بندۂ چاکریم   اگر حکم آید بجاں حاضریم

وسم گرنتھ ص۱۳۵۵

یعنی شہنشاہ اورنگ زیب ہمیشہ خوش رہے وہ ہوشیار النسان ہے اور اعلیٰ درجہ کا سوار ہے وہ نہایت خوبصورت اور روشن دل ہے۔ وہ ملک کا بادشاہ ہے وہ عقل و دانش اور تلوار کے ذریعہ سے تدبیر اختیار کرتا ہے۔ وہ سخی اور تلوار کا دھنی ہے۔ وہ خوبصورت اور روشن دل ہے۔ اس کو خدائے تعالیٰ نے ملک اور مال عطا فرمایا ہے۔ وہ نہایت بخشش کرنے والا ہے اور لڑائی میں پہاڑ جیسا استقلال رکھنے والا ہے۔ وہ فرشتہ سیرت ہے اور ثریا جیسی شان و شوکت رکھنے والا ہے۔ ہم تو بادشاہ کے غلام ہیں اگر اس کی طرف سے کوئی حکم آئے گا تو ہم دل و جان سے اس کے سامنے حاضر

ہونے کے لئے تیار ہیں۔

سوساکھی میں شہنشاہ اورنگ کے متعلق یوں لکھا ہے۔

دوس بندگی کے جاوے   مانگے ایہہ منہ نوز صلا ہے۔

سوساکھی ساکھی ص۱۵

یعنی دن کو بندگی کرتا ہے اور مکے جاتا ہے اور منہ سے نوز کی تعریف کرتا ہے اور یہی مانگتا ہے

گورو ہرکرشن نے اورنگ زیب کو یہ دعا دی۔

راضی رکھے خدائے تم کہیو گورو ترکیا

مہاں پرکاش ص۱۲۳

یعنی اے مسلمان بادشاہ! تجھ کو خدا خوش رکھے۔

مغل خاندان نے سکھوں کا اس قدر عزت و احترام کیا کہ

بہادر شاہ نے ایک تلوار بھی گورو گوبند سنگھ جی کو نذر کی۔ یہ تلوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی یادگار تھی۔ یہ تلوار اب تک سری کیس گڑھ آنند پور میں موجود ہے۔

گوردوارے درشن ص۹۱

سردار کاہن سنگھ جی نے کہا ہے کہ اس کے ایک طرف یہ عبارت ہے کہ
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْب۔

لا الٰہ الا اللہ

محمد

رسول اللہ

محیط علم راکند مہر امیر المومنین حیدر   امام الجن والانس و وصی المصطفیٰ امنا

دوسری طرف یہ عبارت ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحفہ است علی فاطمہ حسین وحسن

لافتیٰ اِلاّ علی لا سیف اِلاّ ذوالفقار

مہان کوشش صا ۲۰

مسلمان کی گادی پر ہندو مسلط

گورونانک جی کے دادا سوبھا ہندو۔ گوروجی کے والد بھائی کالوجی ہندو۔ گورونانک جی شکوا الٰہ العرش اِحِنی مُومِنا۔ گورونانک جی کا عقیدہ تھا کہ

ہندو موہے بھوے الگی راہا ہی   ناردا کہیا پوج کراہی

اندھے گونگے اندھ اندھار   پاتھر لے پوجہنیہ مگدھ گوار

اوہ جا آپ ڈوبے تم کہا ترن ہار

ہندو لوگ شروع سے خسارے میں ہیں۔ وہ نارد (شیطان) کی تلقین کی بنا پر بت پرستی میں مبتلا ہیں۔ وہ اندھے ہیں اور گونگے ہیں نہ دیکھتے نہ سمجھتے ہیں بے خوف پتھروں کی پوجا کرتے ہیں۔ پتھر پانی میں خود ڈوب جاتے ہیں وہ دوسروں کو کنارے کیا لگا سکتے ہیں

گرو انگد سے لیکر گورو گوبند سنگھ تک ہندو نسل نے گورونانک جی کی گدی کو ہندو بنا دیا۔ گورونانک جی نے دین کا اہم کام کیا ان کے کام کی دنیا یاد منائے گی۔ مسلمان آج بھی ان کی قربانی کو اور اسلام کی خدمت کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں خصوصاً مغل خاندان ان کی دعاؤں سے سات سال شہنشاہیت کی۔ اب آئندہ عرب ان کی دعاؤں سے ہندوستان میں وہ کام کرنا ہے

دیول دیوتیاں کرلاگا۔ ایسی کیرت چلائی نہ کوزہ۔ بانگ۔ نماز مصلیٰ۔ نیل رُوپ بنواری

اب دیوی دیوتاؤں کا دور ختم کر دیا گیا ہے۔ کوزہ بانگ نماز مصلیٰ لوگوں نے اختیار کر لیا ہے۔

اب اللہ بھی نیلے رنگ کے لباس میں نظر آرہا ہے۔

سکھوں نے گورونانک سے یہ مانگا۔

ذات گوت سنگھن کی ونگا۔ ونگا ہی ان گورتے منگا۔ اَن نہ بچے کرے بن ونگا۔ ونگے بن ان رہے نہ انگا۔

سکھوں نے اس ونگا بازی میں ایک کروڑ کی تعداد سے گھٹ کر آج ۱۷-۱۸ لاکھ رہ گئے ہیں سکھ تاریخ سے پتہ چلتا ہے اس پانچ سو سالہ دور میں سکھ حکومت صرف چالیس سال چل سکی۔ چنانچہ جذباتی لیڈر اور جذباتی گورو گوبند سنگھ صاحب نے گورونانک جی کے مشن کو ہندو مشن بنا دیا۔ چنانچہ گورو گوبند سنگھ صاحب کھتری تھے۔ اور ان کا مت صرف مقدس ویدوں کی پیروی میں تھا۔ اور اپنے اصلی پرانے ہندو دھرم کو قائم رکھنے کے علاج میں انکو خالصہ پنتھ ایک نیا مذہب ایجاد کرنے کی ضرورت پڑی۔ جنم ساکھی بھائی بالا صا ۵۹ (اردو)

آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے چاروں برن کے رہ برہمن۔ چھتری ویش۔ شودر کے ایکو بھائی ہوتے اور باہم ایک دوسرے کی ذات پات کا لحاظ دور کرکے آپس میں رشتہ داریاں کرتے وبعد مرنے کے ہندوؤں کی طرح کریا کرم وغیرہ کرانے کی رسم کو توڑنے کے لئے یہ پھر انہیں رسموں کے پابند ہوں گے.

جنم ساکھی بھائی بالا صا ۶۰ اردو

گورو گوبند سنگھ نے دیوی کی پرستش کی۔

سکھوں کی دو رائیں ہیں۔ ایک تو وہ جو دیوی اور دیوتا کے معتقد اور بت پرستوں کے ہم صحبت ہیں۔ کہتے ہیں کہ گورو صاحب نے دیوی کی پرستش کی۔ چنانچہ دیوی نے پرکٹ ہو کر پنتھ خالصہ چلنے کا ور دیا۔ اس خیال کے آدمیوں میں سے کئی ایسے ہیں جو کہ دیوی کی تلوار یا کر دیا کھنڈ کی بخشش کا نتیجہ نکالتے ہیں۔

جنم ساکھی بھائی بالا اردو صا ۹۱

گوروجی سے لیکر نو گوروں تک کوئی نیا مذہب نہیں چلا۔

گورو گوبند سنگھ جی سے قبل ہندوستان میں اسلام اور ہندو دھرم دو مذہب پائے جاتے تھے۔ اور ان کے ماننے والوں کے الگ الگ مسلک تھے۔ گورو صاحب (گورو گوبند سنگھ) نے ان دونوں مذہبوں کو چھوڑ کر اپنا تیسرا مذہب خالصہ پنتھ جاری کیا۔ جس کا مسلک ان دونوں سے جدا ہے اور اس خالصہ پنتھ کو نہ نماز۔ روزے سے کوئی تعلق تھا اور نہ سندھیا وغیرہ سے۔

گورپرتاب سورج این -۲- انسو ۶۶

بہت سے گوروگھر کے کہلانے والے دانا بینا فلاسفر کہلانے والے گورونانک اور گوروگوبند سنگھ جی کا مشن ایک ہونے میں شک کرتے ہیں۔ اخبار خالصہ سماچار امرت سر ۲۷ جنوری ۱۹۳۵ء

گورونانک جی و گوروگوبند جی کے مشن الگ الگ تھے۔

ایک اور سکھ ودوان کا بیان ہے :-

متعدد لوگ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ گورونانک اور گوروگوبند سنگھ جی کے نصب العین میں بھاری فرق تھا۔ گورونانک جی کا ہتھیار شبد تھا۔ اور گوروگوبند سنگھ جی کا تلوار۔

گورمت پرکاش امرتسر دسمبر ۱۹۶۱ء

ایک اور ودوان کا بیان ہے

بہت سے گروگھر کے عقیدتمند سہجدھاری مخلص سکھ سری گورونانک جی اور گوروگرنتھ صاحب کی پوجا کرتے ہیں مگر آپ (یعنی گوروگوبند سنگھ جی) کی تلوار کا غلط مفہوم سمجھ کر آپ کے جیون اپدیش کو علیحدہ سا خیال کرتے ہیں۔ رسالہ گورمت امرتسر جنوری ۱۹۶۳ء

بقول بھائی گورداس جی کے گوروہرگوبند جی کے زمانہ میں یہ سوال پیدا ہو گیا تھا کہ گوروصاحب موصوف نے اپنا مسلک اور نصب العین اپنے پہلے گذر چکے سکھ گوروصاحبان کے خلاف بنالیا ہے۔

وارن بھائی گورداس وار ۲۲ پوڑی ۲۴)

ایک ہندو ودوان سرجادوناتھ سرکار نے سکھ گوروصاحبان میں پیدا شدہ تبدیلیوں کے پیش نظر بیان کیا ہے کہ سکھوں میں اس وقت شخصی پوجا شروع ہو گئی تھی۔

پانچویں گوروارجن جی

پہلے چار گوروصاحبان تو بالکل ہی تیاگ مورتی (ملکی وسیاسی معاملات سے الگ) رہے لیکن پانچویں گوروارجن جی بھارت کی نجات کے لئے اپنی سکھ سنگتوں میں دنیاوی جاہ وجلال پیدا کرنے کی غرض سے متعدد وزبردست اسکیمیں عمل میں لائے۔

سیچ دا پرکاش صد ۱۲

ہندو ودوان اندکشور مہتہ نے کہا ہے۔

سکھوں نے گوروارجن دیو کے زمانہ میں آہستہ آہستہ اپنی ریاست بنالی تھی۔ اور اپنے گوروکو سچا بادشاہ کہنا شروع کر دیا تھا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں گوروارجن نے سوراج قائم کرلیا تھا۔ پنجابی سو رمار صد ۲۵

(گوروارجن جی کا بھائی) پرتھیا ہی تھا جس نے جہانگیر کے پاس گوروجی کے خلاف رپورٹیں کیں اور یہ بھی کہا کہ گوروارجن مغلیہ حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے ان بے بنیاد اور جھوٹی رپورٹوں کو سن کر ہی جہانگیر گوروصاحب کا مخالف ہو گیا تھا۔

رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جنوری ۱۹۵۸ء

پانچویں گوروارجن جی

بعض مغل بادشاہ تو ایسے بھی ہوئے ہیں کہ جن کے عہد میں دو دو تین تین سکھ گورو گذرے ہیں سکھ تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ بابا نانک جی سے لیکر سکھوں کے چھٹے گوروہرگوبند جی تک مغل بادشاہوں کے تعلقات سکھ گوروصاحبان سے بڑے اچھے اور دوستانہ رہے ہیں اور وہ ہر موقع پر سکھ گوروصاحبان کا احترام اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتے رہے چنانچہ پانچویں گوروارجن جی کو جہانگیر نے کرتارپور کی زمین کی معافی کا پٹہ دھرم سالہ کے نام ۱۶۵۵ بکرمی ۱۵۹۸ء میں دیا جس کا رقبہ ۹۴۶ گھماؤں ۷ کنال اور ۸ مرلے درج ہے (پراچین بیڑاں صد ۲۵۶) گوبند وال کے نام گیارہ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر دی۔ نیز حیولا نام کے گاؤں پانچ سو اسی روپے کی جاگیر دی۔ جہانگیر نے گوروارجن کے بیٹے ہرگوبند جی کو پانچ سو روپیہ یومیہ پر پنجاب کے حکام کا نگران بنایا۔

جہانگیر کے دربار میں بقول سکھ مورخین کے چندولال نام کا ایک درباری تھا یہ گوروارجن جی کا اشد ترین مخالف تھا اس کی مخالفت کی وجہ گوروارجن جی نے اس کی لڑکی کا رشتہ اپنے اکلوتے بیٹے گوروہرگوبند جی کے لئے لینے سے انکار کیا تھا۔ اس وجہ سے چندولال بھی گوروجی کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا تھا۔ اس نے پرتھی چند (دوسری والدہ کا لڑکا) سے بھی رابطہ قائم کرلیا تھا۔ یہ دونوں ملکر گوروصاحب کے خلاف جہانگیر کو دن رات اکساتے تھے۔

گوروارجن جی نے جہانگیر کی حکومت کو حلیمی راج کہا

ہن حکم ہویا مہرباں دا ٭ پے کوئے نہ کسے رِیاں دا ٭ سب سکھالی وٹھی آ ٭

ایہہ ہوآ حلیمی راج جیو۔ (گورو گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۵ ص۷۴)

بس اب مہربان مالک کا حکم ہو گیا ہے کہ کوئی کسی پر جبر کر کے اسے دکھ نہ دے سکے گا۔ تمام رعایا آرام سے زندگی بسر کرے گی۔ ایسی نرمی کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔

گورو ارجن جی نے جہانگیر کی حکومت کی مخالفت شروع کی۔

گورو ارجن جی جہانگیر کے اسلامی شریعت پر حکومت کی بنیاد رکھنے کے خیال کے اشد ترین مخالف ہے۔

رسالہ پنج دریا جنوری ۱۹۵۴ء

توزک جہانگیری سے واضح ہوتا ہے کہ گورو ارجن جی کی یہ مخالفت محض خیالات کی حد تک محدود نہیں رہی تھی۔ بلکہ اس نے اسے عملی صورت میں بھی پیش کیا تھا۔ چنانچہ کھلے بندوں سیاسی معاملات میں دلچسپی لی تھی۔ اور حکومت کے خلاف ایسی حرکات کی تھیں جن کی بنا پر جہانگیر کو مجبوراً ایسا فرمان جاری کرنا پڑا تھا اور انہیں سے ایک بڑی بات جہانگیر کے بیٹے شہزادہ خسرو کی بغاوت میں مدد دینا تھا۔ اور اسے قشقہ لگا کر ایک رنگ میں اس کی تاج پوشی کی رسم ادا کرنا تھا کیونکہ ہندوؤں کو یہ مسلم ہے کہ گورو گھر میں قشقہ لگانا تاجپوشی کی رسم ہے۔ اور جہانگیر نے بھی اس تلک

گیانی گیان سنگھ جی بیان کرتے ہیں کہ خسرو نے اپنی اس ملاقات میں یہ پیش کش بھی کی تھی کہ اگر گرو اپنی اس مہم میں کامیاب ہو گیا اور شہنشاہ ہند بن گیا تو پنجاب کی حکومت گورو ارجن کے حوالے کر دی جائے گی۔

تواریخ خالصہ ایڈیشن دوم ص۹۲۶

شہزادہ خسرو نے کسی کشتری کی بیٹی خوبصورت دیکھ کر زبردستی اپنے گھر میں ڈال لی۔ کشتریوں نے ملکہ فریاد کی جہانگیر نے خسرو کو گرفتار کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ اس نے مقابلہ کیا اور آخر کار شکست کھا کر کابل کی طرف بھاگ گیا جہلم کے پاس ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا ایک ملا نے پکڑوا دیا۔ جہانگیر کے روبرو لایا گیا اس کے ساتھی زمین میں گڑوا کر مروا دیئے گئے اور اسے قتل کر دیا گیا۔

تواریخ گورو خالصہ ایڈیشن۔ دوم ص۲۰۲

ایک ہندو ودوان نے لکھا ہے۔

اگر سکھوں کے گورو مسلمان حاکموں سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتے یا شاہی باغیوں کو مدد نہ دیتے تو ان پر کسی قسم کی سختی کا نازل ہونا ایک ناممکن بات تھی

کرتار سنگھ جی ایم اے نے بیان کیا ہے۔

گورو ارجن جی نے اپنے دربار کی ٹھاٹ باٹھ شاہی دربار کی طرح بنائی اور جتھہ بندی کو ترقی دے کر ایک رنگ میں حکومت کا سلسلہ قائم کیا۔ . . . . جس کے سرتاج سچے بادشاہ خود تھے یہ حقیقت ہے کہ سکھوں نے اس وقت تک مغلیہ حکومت کے اندر ہی اندر سوراج کی تربیت حاصل کر لی تھی

(جیون کتھا گورو گوبند سنگھ جی ص۱۲۵)

سکھ مذہبی پیشوا سے ملکی پیشوا بن گئے

سکھ تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ سکھ گورو صاحبان ابتدا میں صرف مذہبیات میں ہی دلچسپی لیتے رہے اور ان کی تمام تر توجہ لوگوں کی اخلاقی حالت کے سدھارنے کی طرف ہی رہی۔ ملکی سیاست یا داخلی معاملات سے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ نیز ان کی زندگیاں بڑی حد تک فقیرانہ تھیں۔ بعد میں انکا نظریہ یہ رہا۔

راج۔ مال۔ روپ۔ زات۔ جوبن پنجے ٹھگ۔ اینہیں ٹھگیں جگ ٹھگیا کنی نہ رکھی لج۔

(گورو گرنتھ صاحب شلوک محلہ ۱۔ دار ملار ص۱۲۸۸)

یعنی حکومت۔ دولت۔ حسن اور ذات پات کی بڑائی کا خیال اور جوبن کا نشہ یہ پانچوں ٹھگ ہیں جو دنیا کو ٹھگ رہے ہیں۔ ان کے دھوکے میں آنے والے لوگ عزت نہیں حاصل کر سکتے۔

لالہ دولت رائے نے بھی سکھ گورو صاحبان کے مسلک کی اس تبدیلی کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ گورو نانک دیو جی کے بعد وہ گورو محض اس راہ پر چلتے گئے مگر بدقسمتی سے تھوڑی دور جا کر گورو نانک دیو کی گدی کے بارے میں تنازعات شروع ہو گئے اور گوروں کے ذاتی زندگی میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ ان کی حالت مذہبی پیشوا سے ملکی پیشوا میں بدل گئی۔ (سوانحعمری گورو گوبند سنگھ جی ص۲۱)

سردار کپور سنگھ جی آئی سی ایس گورو صاحب کے اس سیاسی جرم کے بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ گورو صاحب نے سیاسی جرموں سے متعلق جہانگیر نے خود ہی بیان کیا ہے شہزادہ خسرو گوئندوال گورو ارجن کے ڈیرہ پر کچھ عرصہ ٹھہرا۔ اور گورو ارجن نے نیک شگون کے طور پر خسرو کی پیشانی پر تلک لگایا خسرو اس وقت شاہی فوج کے آگے آگے جا رہا تھا۔ اور اس پر الزام یہ تھا کہ وہ جہانگیر کو تخت سے اتار کر

ہندوستان کا بادشاہ بننا چاہتا تھا۔ . . . . .

شہزادہ خسرو اچھی طرح جانتا تھا کہ گورو ارجن جہانگیر کے اسلامی شریعت پر حکومت کی بنیاد رکھنے کے خیال کا اشد ترین مخالف ہے۔ نیز گورو ارجن ایسی تنظیم اور بے باک شخصیت کا مالک ہے کہ وہ ایسے وقت میں بھی جبکہ شہنشاہ خود شہزادہ پر فوج کشی کے لئے پیچھے پیچھے آرہا ہے۔ خسرو کو تسلی اور مدد دینے سے دریغ نہیں کرے گا سو ایسا ہی ہوا۔

(رسالہ پنج دریا جنوری ۱۹۵۳ء)

گورو ارجن جی کو خسرو کی بغاوت میں امداد کے جرم میں دو لاکھ روپیہ جرمانہ کیا گیا۔

دلبستان مذاہب ص ۲۳۴

تصنیف مذاہب محسن خانی گورو ارجن جی سے متعلق کہا ہے۔

نورالدین جہانگیر بادشاہ نے ارجن مل کو اس بنا پر کہ انھوں نے بادشاہ کے بیٹے خسرو (جس نے باپ کے خلاف بغاوت کی تھی) کے حق میں دعا کی تھی گرفتار کر کے جرمانہ کیا۔ اور ایک بڑی رقم ان سے طلب کی تھی جو گورو صاحب نہ دے سکے۔ سنت سپاہی جولائی ۱۹۵۲ء

گورو ارجن جی کے بڑے بھائی پرتھی چند نے اس امر کی مخبری کی تھی۔

پرتھی چند چندولال کے پاس گیا۔ اور صلحی اور صبلی خاں سے بھی ملا۔ ان چاروں نے ملکر گورو ارجن کے خلاف بادشاہ سے کہا۔ گورو صاحب نے تمام ملک ویران کر دیا ہے وہ اپنے پاس متعدد چور ڈاکو اور رہزن رکھتا ہے اور اس نے باغی خسرو کی روپیہ سے مدد کی تھی۔ اور اس کے لئے دعا بھی کی تھی۔ نیز اسے راج تلک بھی دیا تھا۔ گویا اس کی تاج پوشی کی رسم ادا کی تھی۔

(پنتھ پرکاشش نواس ۴ ص ۹۶)

گورو صاحب کو چندولال کے سپرد کیا گیا۔ چندولال نے گورو جی پر بہت زیادہ سختی کی۔ کبیر سنگھ جھبر کے قول کے مطابق پتھر باندھ کر راوی کے کنارے پر تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا۔ ایک مغل نے گورو صاحب پر اینٹ برسائی گئیں جس سے خون بہہ گیا اور گورو جی جاں بحق ہو گئے

اخبار پرکاش پٹیالہ ۱۶ جون ۱۹۵۲ء

ایک ودوان کا بیان ہے کہ

کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شہیدوں کے سلطان گورو ارجن دیو جی کو اس مخالف ٹولے نے بے رحمی سے لاہور میں شہید کروا کر اپنے سینہ کو ٹھنڈا کیا . . . . . گورو ارجن دیو کو ہندووں کی سازش سے لاہور بلایا گیا . . . . . اور کھولتی ہوئی دیگ میں ابالا گیا۔

سکھ ہندو نہیں ص ۹

ایک ہندو ودوان نے اس بارہ میں یہ لکھا ہے کہ

یہ سری (گورو ارجن) گورو گھر کے پہلے شہید ہیں جو مسلمانوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ خاص ایک ناپاک دشمن ہندو کشتری کے ہاتھوں ملک عدم کو رحلت کر گئے۔

(پنجابی سورما ص ۲۱۶)

نویں گورو تیغ بہادر بھی
سکھ مذہبی پیشوا سے ملکی پیشوا بن گئے تھے۔

گورو نانک جی کا شن :

جو ساس گراس دھیائے میرا ہر ہر سو سکھ گورو من بھاوے

جس نوں دیال ہووے میرا سوامی تس گورو سکھ اپدیش سناوے

جو شخص اپنا سانس یاد الہی میں گزار دے وہ سکھ گورو کو بہت پسند ہے۔ وہ سکھ گورو کو بہت پسند ہے اور اس سے گورو کو محبت ہے یہ فضل سے حاصل ہوتا ہے۔

جن نانک ڈھوڈ منگے تس گورو سکھ کی جو آپ جپے اورا نام جپائے

نانک جی کہتے ہیں ایسے سکھ کے پاؤں کی خاک کا متلاشی ہوں جو خود بھی یاد الہی کرتا اور دوسروں کو تلقین کرے۔ (گورو گرنتھ صاحب راگ گوڑی محلہ ۴ ص ۳۰۵ ادرگا)

گورو نانک جی کا مقصد زندگی یہ تھا جس سے گورو جی نے ابدی زندگی حاصل کی گورو جی نے اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرنے کے لئے نہ رات دیکھی نہ دن نہ دیس نہ پردیس بیوی کدھر بچے کدھر اللہ کی مخلوق کو اللہ سے ملا کر چھوڑا گورو جی اپنے مقصد میں کامیاب اور کامران رہے مگر ان کے بعد کے گوروں میں یہ بات نہ آسکی۔ بلکہ

راج۔ مال۔ روپ۔ ذات۔ جوبن پنج ٹھگ ! اینہیں ٹھگیں جگ ٹھگیا کنی نہ رکھی لج

حکومت۔ دولت۔ حسن اور ذات پات کی بڑائی کا خیال اور جوبن کا نشہ یہ پانچوں ٹھگ ہیں۔ جو دنیا کو ٹھگ رہے ہیں۔ ان کے دھوکہ میں آنے والے لوگ عزت حاصل نہیں کر سکتے۔

گورو تیغ بہادر۔ گورو نانک کے نویں گدی نشین جن کا نام گورو تیغ بہادر تھا۔ بہت سے سکھ جمع کر کے طاقتور ہو گیا۔ اور کئی ہزار آدمی اس کے ساتھ پھرا کرتے۔ .... یہ دونوں (حافظ اور گورو تیغ بہادر) مل کر بہت سختی اور مظالم ڈھاتے تھے۔ اور تمام ملک پنجاب میں چکر لگاتے تھے۔ گورو تیغ بہادر ہندوؤں سے روپیہ وصول کرتا تھا۔ اور حافظ مسلمانوں سے۔

سیرۃ المتاخرین منقول از کجھک اتہاسک پترے ص۲۱

مسٹر کننگھم نے لکھا ہے۔

یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ گورو تیغ بہادر نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہانسی اور ستلج کے درمیان جنگلوں میں آزادی زندگی بسر کرنا شروع کر دی اور آپ کے سکھ اس طریق سے مار دھاڑ کرتے کہ اپنی بہادری سے کسانوں کے دل جیت لیتے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جوشیلے مسلمان آدم حافظ سے جا ملے تھے۔ گورو جی نے مالدار ہندوؤں پر ٹیکس لگایا ہوا تھا۔

سکھ ہسٹری ص۱۳

سردار لال سنگھ پرنسپل سکھ شہید مشنری کالج امرتسر تحریر فرماتے ہیں کہ

ڈاکٹر ٹرمپ گورو تیغ بہادر سے متعلق بیان کرتا ہے۔ کہ گورو کوئی پنظر روحانی تعلیم دینے والا ہی نہ تھا بلکہ مسلح سکھوں کی پیشوائی گھوڑے پر سوار ہو کر کرتا تھا۔ زمینداروں کی آبادی سے زبردستی روپیہ چھین لیتا تھا اور مسلمان آبادیوں کو لوٹ مار کرتا تھا۔

رسالہ سنت سپاہی امرتسر جولائی ۱۹۴۶ء

سکھ لٹریچر میں گورو تیغ بہادر سے متعلق اس قسم کی باتیں مرقوم ہیں۔

چنانچہ ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ

گورو تیغ بہادر نے اس ظالم حکومت کے خلاف رعایا میں انقلاب کی روح پھونکنے کے لئے زبردست پرچار کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ اس مقصد کے لئے سرہندی صوفی فقیر شیخ فرید ثانی کے جانشین شیخ حافظ آدم کے ساتھ بھی مشورہ کیا۔ دونوں بزرگوں نے ایک پروگرام بنا کر ہندو مسلمانوں میں سچے دھرم کا پرچار کا طوفان کھڑا کرنے کے لئے دورہ پر چڑھ گئے۔ ..... گورو جی

کے ساتھ اس دور میں اداسی سادھوؤں کی آٹھ دس پرچارک جماعتیں تھیں۔ سات سو بہادر سپاہی بھی تھے۔ جو چھٹے گورو کے زمانہ سے ہر کاب رکھنے کا رواج پڑ گیا تھا۔ دھرم پرچار کے علاوہ اس طوفانی دورے کا کام دھرمی لوگوں کو دھرم یدھ کے لئے تیار کرنا اور منظم کرنا۔ ہتھیار اور روپیہ جمع کرنا بھی تھا۔

رسالہ سنت سپاہی امرتسر دسمبر ۱۹۵۶ء

سکھ ودوان اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ بادشاہ کے پاس اس قسم کی رپورٹیں بھی کی جاتی رہیں کہ

یہ شخص کسی خاص مذہبی جماعت یا فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ تیس ہزار نانک پنتھی سپاہیوں کو ساتھ لئے احکام کی توہین کرتا۔ لوگوں کو لوٹتا اور ملک کو برباد کرتا پھرتا ہے اگر جلد اس کا کوئی تدارک نہ کیا گیا تو حکومت کے خلاف خطرناک بغاوت پیدا ہونے کا امکان ہے۔

رسالہ سنت سپاہی دسمبر ۱۹۵۶ء

ان حوالے جات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ گورو تیغ بہادر نے سیاسیات میں خوب دلچسپی لی اور اپنے پاس فوج وغیرہ رکھ کر اپنی طاقت بڑھانے کی کوشش کی اور گورو صاحب کے اس رویہ کی بادشاہ کے پاس رپورٹیں بھی ہوتی رہیں۔ دھیرمل کے ساتھ گورو صاحب اور ان کے سکھوں کے جس قدر بھی جھگڑے فسادات ہوئے ان سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ سکھ لوگ فقیرانہ زندگی ترک کر چکے تھے۔ اور سیاسیات میں دلچسپی لے رہے تھے۔ بلکہ جنگ وجدال کی مشقیں بھی کر رہے ہیں

نویں گورو تیغ بہادر نے اپنے بھتیجے کا ڈیرہ لوٹ لیا۔

چنانچہ سکھ تاریخ کا یہ مشہور واقع ہے کہ ایک مرتبہ گورو تیغ بہادر کے سکھوں (بھتیجے) دھیرمل کا ڈیرہ بھی لوٹ لیا تھا۔ اور اس نے گورو صاحب کے خلاف رپورٹ بھی درج کرائی تھی۔ جیسا کہ مرقوم ہے۔

دھیرمل نے حکام کے پاس جالندھر جا کر رپورٹ لکھوائی کہ میرے چچا تیغ بہادر نے گھر میں ڈاکہ ڈالا۔ اور ہمارے آدمیوں کو مار پیٹ کر ہمارا گرنتھ اور دیگر مال و متاع لوٹ لیا ہے

(بیراجین بیڑان ص۱۰۱)

سکھ گورو صاحبان کے گھرانہ کے لوگوں کی یہ لڑائیاں اور فسادات ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں

دنیاوی امور سے دلچسپی بڑھ گئی تھی۔ اور وہ اس معاملہ میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے خواہش مند تھے۔

سردار جی بی سنگھ جی گورو تیغ بہادر نے خود ہی اس گرنتھ کو دریا میں بہا کر تلف کر دیا تھا کیونکہ دھرل کی گدی کی زینت یہی گرنتھ تھا۔

گورو تیغ بہادر کے آخری الفاظ ان پر بھی ایسا وقت آیا۔

سنگ سکھا سب تج گئے کوؤ نہ بنہیو ساتھ

کہیو نانک ایہہ بپت میں ٹیک ایک رگھوناتھ

(گورو گرنتھ صاحب محلہ ۹ ص۱۴۲۹)

یعنی میرے تمام ساتھی میرا ساتھ چھوڑ گئے ہیں۔ اب سوائے خدا کے ... اور کوئی سہارا نہیں ہے۔

(گورو گرنتھ صاحب محلہ ۹ ص۱۴۲۹)

گورو صاحب نے خود اپنی مرضی سے اپنی گردن پر تلوار چلوائی تھی اورنگ زیب کا منشا آپ کو قتل کرنا نہ تھا وہ آپ سے صرف معجزہ دیکھنے کا خواہش مند تھا اگر گورو صاحب اپنا یہ معجزہ بیان نہ کرتے تو آپ پر تلوار کے چلائے جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ بھنگو رتن سنگھ سکھ مصنف کے نزدیک تو گورو صاحب نے یہ ایک چھل (فریب) کیا تھا جسے اورنگ زیب نہ سمجھ سکا اور وہ گورو صاحب کی موت پر حیران ہوا۔

دسویں گورو بھی سکھ مذہبی پیشوا نہیں ملکی پیشوا تھے

موجودہ زمانہ کے اکثر سکھوں کی رائے ہے کہ سکھ تحریک کے بانی گورو نانک جی سے شروع ہوئی اور وہی سکھ دھرم کے اصل بانی ہیں۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ کئی سکھ محققین اسے تسلیم نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک خالصہ پنتھ کے بانی گورو گوبند جی ہیں جن کا مسلک گورو نانک جی کے مسلک سے بالکل الگ تھلگ تھا جیسا کہ ایک سکھ ودوان کا بیان ہے۔

گورو گھر کے خادم کہلانے والے اور دانا بینا فلاسفر اور گیانی سمجھے جانے والے گورو نانک جی اور گورو گوبند سنگھ جی کا مشن ایک ہونے میں شک کرتے ہیں۔

ہفت روزہ خالصہ سماچار امرتسر ۲۷ جنوری ۱۹۳۸ء

میرے نزدیک خالصہ پنتھ کا قیام مذہبی نہیں۔ ایک سیاسی کام تھا۔

پریتلڑی فروری ۱۹۳۵ء

گورو صاحب کو میں نے پرم سنکھ اس لئے بھی کہا ہے کہ وہ انسانوں کے سیاسی انسان تھے ..... انھوں نے کوئی نیا دھرم جاری کرنے کے لئے جدوجہد نہیں کی تھی ..... سیاسی ہندوستان میں وہ چھاپہ مار جنگ کے بانی تھے ..... گورو صاحب کسی مذہب کے پرچارک نہیں تھے۔

پرم سنکھ ص۲

(گورو گوبند سنگھ جی) ان کے اپنے سکھوں نے ان کی تعلیم کو مذہب کا روپ دے دیا ہے حالانکہ گورو صاحب نے اس تعلیم کو ایک راستہ "پنتھ" ہی کہا ہے۔

(پرم سنکھ ص۱۱)

گورو گوبند سنگھ جی کے عقائد

جیسے جیسے موث انبیاء بھیجے۔ بیس بیس کرت جگت تے گئے

مہاں پورکھ کا ہوں نہ پچھاتا۔ کرم دھرم کو کچھو نہ جانا

(دسم گرنتھ ص۵)

جتنے بھی انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں (نعوذ باللہ) وہ سب کے سب متکبر تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی خدائے واحد کی شناخت نصیب نہ ہو سکی۔ اور وہ کرم دھرم کی پہچان سے بھی محروم رہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق یہ لکھا ہے۔

مہاں دین تب پربھ اپراجا عرب دیس کو کینو راجہ ۔ تن بھی اپنا اک پنتھ اپراجا۔

لنگ بناں کیتے سب کا جا ۔ سب تے اپنا نام جپایو۔ ستنام کا ہوں نہ درڑایو

(دسم گرنتھ ص۱۵)

حضرت محمد صلعم کو اللہ نے عرب میں پیدا کیا۔ آپ نے اپنا ایک پنتھ جاری کیا۔ اور ختنے کی رسم شروع کردی۔ نیز لوگوں نے اپنا نام جپایا۔ اور خدائے واحد کی پرستش کرنے کی تلقین نہ کی (نعوذ باللہ) حضور کے صحابہ رضؓ کا رد کیا کرتے تھے۔

...... محمدی دین کو دھوکہ کی ٹٹی محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے خلفاء کو ان کی احادیث اور قرآن شریف سے جعلساز (نعوذ باللہ) ثابت کر رہے تھے۔

(گورو پدپرکاش ص۱۱۲ تواریخ گورو خالصہ ص۲۱۶)

گورو جی نے اپنی مشہور و معروف تصنیف ظفرنامہ میں بیان کیا ہے۔

کسے قولِ قرآں کنند اعتبار۔ ہمہ روز آخر شود مرد خوار

(دسم گرنتھ)

اب خالصہ کی تعریف سن لیجئے

خالصہ سوئی چڑھے ترنگ۔ خالصہ سوئی جو کرے نت جنگ + خالصہ سوئی

شتر کو دھارے۔ خالصہ سوئی دشٹ کو مارے۔

تنخواہ نامہ ص۲۹-۳۰

اس شخص کو خالصہ قرار دیا گیا ہے جو مسلّمہ ہو۔ گھوڑے کی سواری کا اور ماہر جنگ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔

سنگھ سوئی جو ترکاں نوں گالے۔ گورو دھام سنگرہ ص۲۵

سنگھ کہلانے کا وہی مستحق ہے۔ جس کا نصب العین مسلمانوں کو غارت کرنا ہو۔

پنتھ ترکن نے تب کہیو ہمرا۔ ترک سیں کیا میل ہے۔ جیوں اگنی اور بارود بیالی تیج تم سم کھیل ہے سکھوں کا مسلمانوں سے وہی رشتہ ہے جو بارود کا آگ سے۔ جس طرح بارود آگ کے قریب

جانے سے بھڑک اٹھتا ہے اور سب کچھ جل کر بھسم کر دیتا ہے۔ اسی طرح سکھ مسلمانوں کو دیکھتے ہی مشتعل ہو جاتے ہیں۔

مشہور سکھ مورخ سردار رتن سنگھ جی بھنگو نے سکھ کی تعریف یوں بیان کی ہے۔

دنگا سکھن کی ذات سو گوت۔ دنگا سنگھن کی اوت پوت۔ بن دنگوں گذر کب ہوئے کرے دنگا سنگھ بھئے سوتے

(پراچین پنتھ پرکاش ص۱۵)

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں۔

ذات گوت سنگھن کی دنگا۔ دنگا ہی ان گمرتے منگا۔ اَن نہ پچے کرے بن دنگا۔ دنگے بن ان رہے نہ انگا۔

(پراچین پنتھ پرکاش ص۱۵)

گورو نانک جی اور موجودہ سکھ

گورو نانک جی کا اسلام سکھ ودوانوں کو عموماً پسند نہیں ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں سکھوں کے دل و دماغ میں گورو نانک جی کا جو تصور سمایا ہوا ہے۔ وہ ساکھی کاروں (یعنی قصہ گو لوگوں) کا اپنا اختراع ہے حقیقی گورو نانک جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جب ہماری زبان سے گورو نانک جی کے اسلام کے دلائل سنتے ہیں تو آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان ذہنوں میں گورو نانک جی کے جو نقش و نگار ہیں وہ اس کے برعکس ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان ڈاکٹر سر بتیدر سنگھ دو سانجھ بیان کرتے ہیں۔

اپنی منتیں پوری ہونے پر نانک کے کلام لوگوں نے لاکھوں بار پڑھا۔ اور دہرایا ہے مگر اس کلام میں سے گورو نانک جی کا (اصل) سروپ تلاش کرنے کے لئے خال خال شخص نے ہی اس کا مطالعہ کیا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جس گورو نانک کو آج ہم مانتے ہیں۔ وہ ساکھی کاروں (یعنی قصہ گو لوگوں) کا گورو نانک ہے گوربانی کا گورو نانک نہیں۔

(گورو نانک بارے سچ دی کھوج ص۳۰)

پس اس سے یہ حقیقت واضح ہے کہ موجودہ زمانہ کی سکھ دنیا کے ذہنوں میں گورو نانک جی کا

جو تصور ہے وہ گورو نانک سنگھ کا ہے۔ اس کا حقیقی اور تاریخی نانک سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور یہ بات خود سکھ ودوانوں کو مسلم ہے۔

گورو نانک جی اسلام اور مسلمانوں کی دوستی میں سرشار تھے موجودہ سکھ ودوانوں کو یہ پسند نہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ سکھوں کا بڑا طبقہ یا تو انگریزوں کے سبز باغوں کے تخیلات میں بہہ گیا یا ہندوؤں کے خداوندوں نے سکھوں کو کہیں کا بھی نہ رکھا انگریز یاجوج ماجوج ہیں سکھوں نے یاجوج ماجوج کو اپنے عقیدے کا ایک جز قرار دیا ہے جو سکھ لنڈن میں رہتے ہیں یا لنڈن گئے وہ گلڈ ہال کے یہ دو مجسمے یاجوج ماجوج کے مکر و فریب کو سمجھنا چاہیئے تھا۔ انھوں نے تقسیم ہند کے وقت سکھوں کو کوئی چیز ہی نہ سمجھا سنہ ۱۹۱۹ء تک اس دوستی کی بنا پر سکھوں کو امرت چھکاتے وقت ان سے انگریزوں کے وفادار رہنے کا عہد لیا جاتا تھا۔ میکالیف اتہاس حصہ ۵ ص ۹۶ میں یہ بیان کیا گیا ہے۔

وہ آج سے انگریزی حکومت کا وفادار رہے گا۔

سکھ تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے جب انگریزی حکومت کے مخالف سکھ کو پنتھ سے خارج کر دیا جاتا تھا۔

(گورو پد پرکاش ص ۱۲۱)

ان دنوں سکھ اپنے گھروں اور گردواروں میں روزمرہ کی انفرادی و اجتماعی ارداس (دعاء) میں پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

جگ جگ راج سوایا ٹوپی والے دا

ساری دنیا میں (انگریزی) ٹوپی والوں کا راج ہو جائے۔

انگریز ہندوستان سے جاتے ہوئے مسلمانوں اور سکھوں میں نفرت کا بیج بو گئے۔

یہی بات سکھ دانشور سردار دلیپ سنگھ نے بیان کی ہے۔

میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہم میں فرقہ وارانہ جذبات ابھارنے میں بہت حد تک انگریز ذمہ دار ہے . . . آج ضرورت باہمی عداوت اور بغض کو دور کرنے کی ہے۔ انہیں مزید پیچیدہ بنانے کی نہیں۔ پنڈت جوالا سنگھ جی نے کہا سکھوں میں رائج سکھ تاریخ انگریزوں کی تیار کردہ ہے اور یہ پھوٹ پیدا کرنے کا موجب بن رہی ہے۔ سکھ تاریخ پھوٹ پھیلانے کا موجب ہے

رسالہ پریت لڑی مارچ سنہ ۱۹۶۵ء

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارندوں اور سب ہیڈ پر سکھ سرداروں نے وقت کی سیاسی ضروریات کے مطابق سکھ تاریخ تیار کرائی جو سکھوں میں رائج ہو گئی ہے۔ پڑھے لکھے سکھوں نے ان کتب کو مستند دھارمک اتہاس تسلیم کر لیا ہے۔

(سکھ اتہاس دا نشٹ کویں ہویا ص ۴۲)

ادہر ہندو سکھوں کو شودر سمجھتے ہیں۔

(دسویں گورو گوبند سنگھ) اپنے چند مریدوں کو رگھوناتھ پنڈت کے پاس جو اکثر ان کو اوپنشد کی کتھا سنایا کرتا تھا سنسکرت پڑھنے کے لیے بھیجا۔ مگر پنڈت جی نے فرمایا کہ آپ کے سکھ عموماً جاٹ۔ کھتری۔ بڑھئی۔ کلال وغیرہ شودر قوم سے ہیں انکو وید شاستر پڑھنے کا کسی طرح کا حق حاصل نہیں ہے۔ (جنم ساکھی بھائی بالا ص ۱۶۲)

پادری ہیوز نے لکھا ہے کہ جب نانک اور شیخ فرید نے سفر میں مرافقت اختیار کی تو لکھا ہے کہ ایک گاؤں بسیار نام میں پہنچے اور جہاں بیٹھتے تو ان کے اٹھ جانے کے بعد وہاں کے ہندو لوگ جگہ کو گائے کے گوبر سے لیپ کر پاک کرتے اس کا باعث صاف یہ ہے کہ سخت پابند مذہب ہندو ان دونوں کے نشست گاہوں کو ناپاک خیال کرتے تھے۔ ڈکشنری آف اسلام ۵۸۳/۵۹۱

دشمن کی چھاتی پر سانپ مارنا چاہیئے

جو نامی گرامی ہندو۔ براہمن (کشمیر) وہاں سے فرار ہو کر پنجاب میں چلے آئے تھے۔ وہ پنجابی براہمنوں کی صلاح سے گورو تیغ بہادر جی کے پاس اس خیال سے گئے کہ چونکہ یہ گورو بھی قوم براہمنوں کے کے خلاف ہیں لہذا دشمن کی چھاتی میں سانپ مارنا چاہیئے۔ گورو صاحب کے پاس جا کر بہت بہت گریہ زاری سے ظاہر کیا۔ کہ جب کبھی دھرم کے خلاف ایسا موقع بنا تو دھرماتماؤں کی قربانی سے دھرم رکھیا ہوتی ہے۔ اس وقت سوائے آپکے اور کوئی دھرم کا رکھوالا نظر نہیں آتا۔

(جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۶۹)

ایک مشہور ہندو ودوان لالہ دولت رائے لکھتے ہیں کہ

براہمنوں کی یہ چال تھی کیونکہ براہمن (گورو تیغ بہادر) کو اپنا پیشوا تسلیم نہیں کرتے تھے چال یہ تھی کہ اگر اورنگ زیب نے گورو صاحب کو مسلمان بنا لیا تو براہمنوں کے دیش کا دشمن

ختم ہوگیا تیغ بہادر نے جوہر دکھایا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں عہدہ برا ہوا تو تاہم ان کا جانی دشمن دفع ہوا۔

(سوانح عمری گورو گوبند سنگھ صـ۶۲)

ہندو سکھوں کو پاکستان بھیجنے کا نعرہ لگا رہے ہیں۔

آج نابھ اور لدھیانہ کے شہروں میں جہاں سکھوں کا نقارہ بج رہا تھا اور جن شہروں میں آج بھی سکھوں کی کثرت آباد ہے ہندوؤں کی طرف سے سرعام دل آزار نعرے لگائے جا رہے ہیں۔

سنت سپاہی امرتسر جولائی ۱۹۵۹ء

کڑا کچھا ئے کرپاں + بھیجوانیساں نوں پاکستان

سنت سپاہی امرتسر اپریل ۱۹۵۱ء

ہندی۔ہندو۔ہندوستان + نہ رہے سکھ نہ رہے مسلمان

سنت سپاہی امرتسر اکتوبر ۱۹۵۱ء

گورو نانک ہائے ہائے + گورو گوبند سنگھ ہائے ہائے

سنت سپاہی امرتسر ۱۹۵۱ء

بندہ سنگھ کو گورو گوبند سنگھ جی کی ہدایات

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے جب بندہ سنگھ کو دکن سے پنجاب بھجوایا تھا۔ تو اسے بعض ہدایات کی تھیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی تھی کہ سکھوں کو لوٹ مار کرنے سے کسی وقت بھی نہ روکنا۔

سکھن کو مم روپ لکھیئو۔ ان کا کہا مانتے رہیو + کرا ستت ان تے کم لیئو۔
لوٹن تے ان کو نہ ہٹیئو۔ (پنتھ پرکاش چھاپہ پنجم صـ۲۸۱)

یعنی سکھوں کو ہمیشہ میرا روپ سمجھنا۔ اور ان کی ہر بات مانتے رہنا۔ کسی کا بھی انکار نہ کرنا۔ اور ان کی تعریف کر کے ان سے کام لیتے رہنا۔ اور انہیں لوٹ مار کرنے سے کسی وقت بھی مت روکنا۔

دلیوں لگ کر دنگا مچاؤ۔ پنجاب پربت سب ڈھوڑ ملاؤ

(پراچین پنتھ پرکاش صـ۶۶)

یعنی دہلی سے شروع ہوتے ہی فساد برپا کر دو۔ پنجاب اور پہاڑی علاقے سب کے سب خاک میں ملا دو۔

بھنگو رتن سنگھ نے لکھا ہے۔

ملک لوٹ امرتسر آویں۔ دوالی بساکھی میلہ لاویں ۔ ۔ ۔ ۔ جتنے پاپ اوکھاپ کر
لوٹ کوٹ نت لیا ہیں۔ اک اک چُبھی نال گور سب کل دور کرائیں

اس وقت سکھوں کا نظریہ تھا کہ جتنی چاہوں لوٹ مار کر لو۔ دربار صاحب کے سرووَر میں ایک غوطہ سے معافی مل جاتی ہے اور سکھ پھر سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے سوڈھی بڈھاگ سنگھ جی کا یہ کارنامہ بیان کیا کہ انھوں نے ناصر علی کی لاش قبر سے نکال کر اس کے منہ میں سور کا گوشت ٹھونس دیا تھا اور پھر اسے جلا دیا تھا نیز سوڈھی صاحب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ ان کے جتنے بھی مرید ہیں۔ وہ جالندھر کی ایک ایک عورت اپنے گھروں میں ڈال لیں۔ وہ ان کے دونوں جہانوں میں معاون اور مددگار ہوں گے۔ ان کے اس حکم کی تعمیل میں خالصہ دل کے بھنگیوں اور چوہڑوں تک نے معزز خاندان کی عورتیں اپنے گھروں میں ڈال لی تھیں۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صـ۹۴)

سرہند کے حاکم باز سنگھ نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ جب گھوڑے سوار ہوتا تو ایک مسلمان کے سر پر اپنا قدم رکھ کر رکاب میں پاؤں ڈالتا تھا۔ اس کے لئے ہر مرتبہ ایک مسلمان کا سر قلم کرنا پڑتا تھا۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صـ۸۵)

گیانی گیان سنگھ جی نے جالندھر کے حشر کے متعلق یہ بیان کیا ہے۔

سکھوں نے سور کا گوشت مسجدوں میں پھینکا۔ ناصر علی خاں و سید وغیرہ کی مستورات کو سکھوں نے گرفتار کر لیا۔ پہلے ان کو سور کا گوشت کھلایا۔ بعد ازاں سوڈھی بڈھاگ سنگھ نے

ان کو امرت چھکا کر . . . . . سکھوں کے ساتھ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ آنند پڑھا دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ اول صـ۲۲۹)

بندہ بہادر مسلمانوں کو پکڑوا پکڑوا کر بھیڑ اور بکریوں کی طرح قتل کروانے لگا . . . . . سکھوں نے گنگا کے کنارے تک کوئی گاؤں لوٹ کھسوٹ سے خالی نہ چھوڑا۔ مشہور ہے کہ جہاں تک بندے کی نظر میں مسلمان آتا کوئی زندہ نہ چھوڑا جاتا اور ہر روز اس نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ جب تک پچاس ساٹھ مسلمان قتل نہ کئے جائیں وہ پانی تک نہ پیتا تھا۔

بندہ بہادر مصنفہ رام چند مال کٹاہلہ صـ۳۹

گیانی جی نے ایک اور مقام پر کہا ہے۔

اس حملے میں سکھوں نے مسلمانوں کے بہت سے بچے بھی مار دیتے تھے۔ اور ناصر علی کی بیٹی جو بہت حسین و جمیل تھی الونپ سنگھ براہمن کو سونپ دی تھی۔

سکھوں کے اخلاقی نمونے

سکھ سیاست کا دور یوں سمجھئے کہ مسلمانوں کے لئے ایک قیامت کا نمونہ تھا۔ خود سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ قتل و غارت اور کشت و خون کرنے والے بپھرے ہوئے خالصہ جی نے مسلمانوں کو ہر جہت سے ستانے کی کوشش کی مسلمان عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کے خون میں نہانے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے جذبات کو بھی کند چھری سے ذبح کیا جاتا رہا۔ چنانچہ مورخین جانتے ہیں کہ سکھوں نے مسلمانوں کی ماؤں اور بہنوں کو بازاری اور گندی گالیاں دینے کے علاوہ ان کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کے لئے پیشاب کو آب زمزم کا نام دیکر مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے تمسخر کیا اور بیت الخلاء کو کعبہ کے نام سے موسوم کیا۔ اپنے اخلاق کا دیوالیہ پن ظاہر کیا۔

(تواریخ گورو خالصہ صـ۹۱۷)

بابا جسونت سنگھ جی کا چیلہ ٹہل سنگھ خود کو علیؓ۔ اپنے گور بھائی گلاب سنگھ کو محمدؐ اور جسونت سنگھ جی کو خدا کہا کرتا تھا۔ اس لئے اس کا نام خدا سنگھ شہرت پا گیا۔

(مہان کوش صـ۲۸۶)

دیال سنگھ جی بیان کرتے ہیں۔

بابا خدا سنگھ جی معہ دو اور سنتوں کے جب کابل گئے تو شریعت کے پابند لوگوں نے انہیں ننگا پھرتے دیکھ کر دریافت کیا کہ وہ کون ہیں ؟ تو بابا جی نے بے دھڑک ہو کر کہا کہ ہم خدا ہیں اور آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ

محمدؐ مو کو جان تو علیؓ یلہے کو نام   دونوں سنگ خدا ئیکے کینو تو بیاں

(بابا نانک وانز مل پنتھ صـ۹۳)

مشہور گیانی گیان سنگھ مورخ نے بیان کیا ہے کہ جب بپھرے ہوئے سکھ کسی جگہ حملہ کرتے تو وہ مسلمان عورتوں کے ساتھ ہندو عورتوں کو بھی مسل ڈالتے۔

شیخانی۔ سیدانی۔ مغلانی۔ پٹھانی۔ کھترانی۔ برہمانی۔ بنیانی جوامیرلی۔

ایک اور جگہ :۔

سیدانی تے مغلانی۔ شیخانی اور بنیانی۔ براہمانی اور کھترانی۔ ہندوانی ادھک پٹھانی۔
جنادوتی پرکھ نہ ہیرا۔ پردے میں پلی ددھیرا۔

یعنی مسلمان عورتوں کے ساتھ ہی کشتری۔ براہمنوں اور بنیا عورتوں پر بھی مصائب کے پہاڑ توڑے اور وہ بھی مصیبت کی ماری جنگلوں میں چیختی چلاتی پھرتی تھیں۔

ناز بیگ خاں سے بہت بے رحمی کا سلوک کیا گیا۔ اس کے جسم کے ارد گرد روئی لپیٹ دی گئی۔ اور پھر اسے تیل سے تر کر کے آگ لگا دی گئی۔ اور خاص توجہ سے بھون کر مار دیا گیا۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صـ۱۱۲)

اس سلسلہ میں گیانی گیان سنگھ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب بھی سکھوں نے طاقت پکڑی اور انہیں موقع ملا۔ تو انھوں نے یہ کارنامے انجام دیئے۔

بانگ نماز نہ ہونی پائے۔ ڈھائے مسیتاں کری صفائے۔ مڑھی پیرخانے تھے جیتے
بندے نے گروائے تیتے۔   (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر صـ۳۱۱)

سب مسجداں گروائے دینی بیر دیئے جھار۔ نہ بانگ اور نماز ہوون دیت
کسہوں ٹھٹائے (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۳۲۲)

مشہور مورخ گیانی گیان سنگھ جی نے سامانہ پر سکھوں کے حملہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

سیدانی اور پٹھانی شیخانی بہہ مغلانی۔ جو کبھی نہ کیئے نہاری۔ ترکن کی سندر ناری۔
سو پھڑ پھڑ دیسی لوگن۔ کینی جن بھاوت بھوگن۔

.... بندے نے ترکن گیرے۔ بہہ بچے مار بنیرے۔ ترکنیاں کے پیٹ چروائے
گدھ بچے نکھو مروائے۔ (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۵۹)

سکھوں نے سامانہ شہر پر حملہ کرکے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور بے شمار مسلمان عورتوں بچوں اور جوانوں کو قتل کر ڈالا۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چیر چیر کر ان کے بچے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور بیشمار عورتوں کی عصمت دری کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔

ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے بیان کیا کہ ۲۲ نومبر ۱۷۰۹ء کی صبح کو بندہ سنگھ نے سامانہ کے شہر پر خالصہ دل باز کی طرح شہر پر ٹوٹ پڑے اور رات پڑنے سے قبل اس کے اونچے محل اور عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن گیئیں بیان کیا جاتا ہے کہ تقریباً دس ہزار آدمی اس مار دھاڑ کا شکار ہوئے اور بہت سامال سکھوں کے ہاتھ آیا۔ (سکھ اتہاس حصہ اول ص ۷۳-۷۴)

سرہند پر جو گذری اس کا ذکر گیانی گیان سنگھ جی نے یوں بیان کیا ہے۔

بال۔ بردھ نہ ترن تجائے۔ پھڑ پھڑ بندے قتل کرائے۔ ترکنیاں کے بیٹوں بچے
بہہ کڈھوائے ہتے تب کچے (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۷۲)

دوسری جگہ یہ فرمایا۔

مسلمان بال بردھ جوانو۔ بندے سب قتلائے جانو۔ .... ملی ترکنی گربھوتی جو
پیٹ چاک کر ترت تہی سو۔ (پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۰۳)

یعنی۔ کوئی عورت بچہ باقی نہ چھوڑا گیا۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کروا کر

ان کے بچے نکال کر قتل کروا دیئے۔ (ظفرنامہ مترجم پنج خالصہ دیوان والا ص۱۳۰)

گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں

جیسے جیسے جھٹک جھٹک پڑت نمازاں۔ تن کو تیغن بیگ نوازہ۔ جیتک تے بیٹھے
کت خطرے۔ تن کو بیاپے جانن خطرے۔ آزار بند کھیچ کس نہ پاویں۔ پھس پھس
تھبے ٹانگن جاویں۔ اور نہیں تن تے کچھ ہوآ۔ گرپی دھرن کر توبہ توبہ
(پنتھ پرکاش چھاپہ پتھر ص۲۱۲)

سکھوں نے۔ کیا تو نمازیں پڑھتے۔ وضو کرتے بلکہ پیشاب اور پاخانہ کے لئے بیٹھے مسلمانوں کو ازار بند باندھنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ اور سکھوں نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ حشر دیکھکر لوگ توبہ توبہ پکار اٹھے۔

گیانی گیان سنگھ جی کے مطابق پنجاب کے سبھی ڈاکو اور رہزن امرت چھک کر خالصہ جی کے ساتھی بن گئے تھے۔ (تواریخ گورو خالصہ دوم ص۹)

ایک اور صاحب کا بیان ہے۔

جب (بندہ کی لوٹ مار کی) یہ خبریں پنجاب کے ڈاکوؤں کو ملیں تو وہ بھی جگہ جگہ سے بندے کے پاس آ گئے۔ (جیون برتانت بندہ بہادر ص۱۵)

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین فرماتے ہیں۔

دل میں جتنے آدمی آئے ہوئے تھے سب دھرم یدھ کے لئے نہیں آئے تھے۔ ایسا خیال بہت تھوڑے لوگوں کا تھا کہ ہم دھرم کے لئے اپنی جانیں قربان کریں۔ زیادہ اس خیال سے آکر شامل ہو گئے تھے کہ شہروں کی لوٹ مار میں سے تر و تری مال ملے گا۔ اور ہماری کئی پشتوں کے دھونے دھل جائیں گے۔ (جیون برتانت بابا بندہ ص۲۱)

گنڈا سنگھ جی فرماتے ہیں۔

بہت سی تعداد میں ڈاکو بھی سکھوں سے آملے۔ جو صدیوں سے جمع شدہ اس شہر کی بیشمار دولت سے اپنی غربت دور کرنا چاہتے تھے۔ (سکھ اتہاس دل ص۳۵)

اب باری آئی بٹالہ کی۔۔۔۔ شمشیر خاں کے وقت اس کی رونق بہت بڑھ گئی اور بندہ کے وقت یہ شہر پورے جوبن پر تھا:۔ اس میں بڑی بڑی عالیشان حویلیاں اور خوبصورت مکان تھے۔ سب سے بڑی حویلی قاضیوں کی تھی۔۔۔۔ شہر کی زیادہ آبادی اچل دروازہ کی طرف تھی۔ اور یہاں ہی مسلمانوں کے محلے ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔ بڑا بھاری قصاب خانہ۔ جہاں روزانہ کئی گائیں ذبح کی جاتی تھیں۔ شہر کے درمیان ایک پختہ قلعہ تھا جس میں فوجداری کی فوج رہتی تھی۔ جو وقتاً فوقتاً شہر کا دفاع کرتی تھی۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص۱۲۸-۱۲۷)

بٹالہ شہر سے متعلق سردار کرم سنگھ ہسٹورین لکھتے ہیں۔

بٹالہ کا حشر

بندہ نے کلانور سے چل کر اچل ڈیرے ڈالے اور دوسرے دن صبح کے وقت بٹالہ کی طرف بڑھا۔۔۔۔ بندہ نے شہر کے دروازے توڑنے کا حکم دیا۔ جو اس وقت بادام کے چھلکوں کی طرح توڑ دیئے گئے۔ بس پھر کیا تھا۔ سکھ شہر کے اندر داخل ہو گئے اور آتے ہی قاضی عبد الحق کا محلہ لوٹنا شروع کر دیا۔ یہ قاضیوں کا محلہ بہت مالدار تھا سب کا سب لوٹ لیا گیا۔ اور قاضیوں کی حویلی کو آگ لگا دی گئی۔ محمد فاضل کا مدرسہ اور دیگر کئی حویلیاں جلا کر خاک کر دی گئیں اور سب کے سب قصاب ایک ایک کر کے قتل کر دیئے گئے۔ کلانور اور بٹالہ کو ایسا لوٹا کہ یہ شہر ویران ہو گئے۔ ایک مرتبہ پھر سکھوں کا بول بالا ہو گیا۔

(جیون برتانت بابا بندہ بہادر ص۱۲۹-۱۷۰)

اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ گردی سے تعلیمی ادارے بھی نہیں بچ سکے تھے۔ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کے مطابق بٹالہ میں اس وقت کے شیخ الہند جن کا اصل نام شیخ احمد تھا۔ سکھوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے۔ اور محمد فاضل قادری اپنے فقیروں کو ساتھ لیکر بٹالہ سے بھاگ گیا تھا۔ اور اس طرح اس

نے اپنی جان بچائی تھی۔ یعنی ان دنوں مار دھاڑ کرنے والے سکھ علماء اور فقراء میں بھی کوئی امتیاز نہ کرتے تھے۔ اور تعلیمی اداروں کو بھی اپنی بربریت کا نشانہ بناتے تھے۔ یہ "رحم دل" بندہ سنگھ کی قیادت کا نتیجہ تھا۔

قصبہ امبیٹھہ کے شیخ ابو المعالی کی نفرت کی وجہ دینی مرکز

امبیٹھے سے (سکھوں کو) اس لئے نفرت تھی کہ یہ مشہور سنت شیخ ابو المعالی کے قائم کردہ دینی آشرم کا مرکز تھا۔ (سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج ص۱۰۲)

ساڈھورہ کے یحییٰ عثمان کو درخت سے لٹکایا

ساڈھورہ کے یحییٰ عثمان خاں کو سکھوں نے پکڑ کر درخت سے لٹکا دیا اور طعمہ زاغ و زغن بنا دیا۔ بعض سکھ محققین اور مصنفین کے نزدیک صوبہ سرہند کو بھی سکھوں نے درخت سے زندہ لٹکا دیا تھا تاکہ پرندے اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں۔

(تواریخ گرو خالصہ اردو حصہ دوم ص۳۱۵)

سکھ قوم کا تاریخی دور

سکھوں کے نامدھاری فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نت نیم میں ایک بانی اگر ونتی کے نام سے درج ہے۔ اور یہ بانی ان کے ہاں روزمرہ کی عبادت میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے اس اگر ونتی کی وار میں علاوہ اور باتوں کے یہ بھی مرقوم ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی نے اپنے سکھوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ گائے کا گوشت کھانے والے مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے جیسا کہ لکھا ہے کہ

یہی دیہہ آگیا ہے ترکن کھپاؤں۔ گئو گھات کا دوکھ جگ تے مٹاؤں
چھتر تخت مغلن کر ہوں ماردورے۔ گھُر ہے تب جگت میں فتح دھرم طور

گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی خواہش ظاہر کی ہے کہ مسلمانوں کو غارت کر کے ذبیحہ گائے کو بند کیا جائے۔ اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کر کے اجالا کیا جائے اور فتح کے گیت گائے جائیں۔

(اگر ونتی کی وار ص۹ نامدھاری نت نیم ص۲۹)

سارے ہندوستان سے دشٹ ترکوں (مسلمانوں) کو ختم کرکے دھرم کا جھنڈا جھلادو

مڑھی گوردیول میتاں گرانیگ ۔ توہی ایک اکال ہرہرجپا نیگ

مٹے وید شاستر اٹھارہ پورانگ ۔ مٹے بانگ صلوٰۃ سنت قرانگ

(اگرونتی کی وار نامدھاری نت نیم ص۳۸۹)

پرن پنتھ نے تب کہیو ہمرا ترک سیں کیا میل ہے

جیسوں اگنی اور بارو پانی تیج تم سم کھل ہے

سکھوں کا مسلمانوں سے وہی رشتہ ہے جو بارود کا آگ سے۔ جس طرح بارود آگ کے قریب جانے سے بھڑک اٹھتا ہے اور سب کچھ جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو دیکھتے ہی مشتعل ہو جاتے ہیں۔

(گورمت سدھاکر ص۲۲)

ذات گوت سنگھن کی دنگا۔ دنگا ہی ان گور تے منگا ۔

ان نہ بچے کرے بن دنگا ۔ دنگے بن ان رہے نہ انگا

(پراچین پنتھ پرکاش ص۲۱۸)

سکھ حکومت کی درندگی اور بربریت

سکھ حکومت کے قیام کی خاطر ۱۶۹۹ء سے ۱۸۱۸ء تک ایک صدی سے بھی زیادہ عرصہ میں جس درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کیا گیا اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انسانیت اس کے تصور کی تاب نہ لاکر شرم کے مارے منہ چھپا لیتی ہے۔ ہزاروں بے گناہ انسانوں کا خون بہایا گیا۔ معصوم بچوں۔ ناتواں عورتوں اور بے بس بوڑھوں تک کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ ہزاروں بیکس شریف زادیوں کی عصمت دری کی گئی۔ ہزاروں بچوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ جو اس دنیا میں آنے سے قبل اپنی ماؤں کے پیٹ میں پناہ لئے بیٹھے تھے۔ ان کی ماؤں کے شکم چاک کرکے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ ہزاروں ماؤں کی گودیں ویران کر دی گئیں۔ ہزاروں سہاگنوں کے سہاگ اجاڑ دیئے گئے ہزاروں بے گناہوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ اس بربریت کی انتہا دیکھئے کہ بیشمار قبروں کو کھود

کر ان کے مردے باہر نکال لئے گئے اور نذر آتش کر دیئے گئے۔ ایک معمولی جانور کو حاصل کرنے کے شوق میں سینکڑوں انسان موت کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے۔ لاتعداد مکانات۔ محلات۔ دکانیں۔ باغات پیر خانے تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ یا جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیئے گئے۔ ہزاروں مساجد شہید کر دی گئیں۔ بہت سی مساجد میں سور کا گوشت پھینکا گیا۔ امن سے بسنے والی کئی ریاستوں کو رَوند ڈالا گیا۔ ظلم و سفاکی کی لت میں اپنوں اور بیگانوں میں بھی امتیاز روا نہ رکھی گئی۔

گورو گوبند سنگھ جی نے بندہ سنگھ کو دکن سے پنجاب کے مسلمانوں کا خون بہانے بھیجا۔ ظلم کی ناؤ کہاں تک چل سکتی ہے سکھ قوم راستی کو چھوڑ کر گورونانک جی کی تعلیمات کے خلاف مسلمانوں کا خون خرابہ میں ہاتھ رنگ لئے گورونانک جی کی دعا یا تو مغلوں کو تھی یا غریبوں کو ایسے ظالم لوگوں کی حکومت قانون قدرت کے مطابق زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی تھی۔ ادھم مچانے اور غارت گری کرنے اور دھاندلیوں کو رواج دینے والی مملکت کا انجام وہی ہوا جو ظالموں کا ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی آنکھیں بند ہونے کے دس سال بعد یہ مملکت کچھ عرصہ انتشار کا شکار رہی اور پھر ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی اور ساتھ رنجیت سنگھ کے خاندان کو بھی بے ڈھبی اور قوم کے لئے سکھا شاہی کو محاورا و رانت ہیں چھوڑ گئی۔

سکھ مورخین کو بھی مسلم ہے کہ جب بندہ اور اس کے ساتھی گرفتار کرکے دہلی لائے گئے تو ان کے سامنے یہ بات پیش کی گئی کہ اسلام میں اپنے بڑے بڑے گناہوں کی معافی کے لئے حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ مگر بندہ بہادر اور اس کے ساتھیوں نے ناپسند کیا مگر خدا جس کو توفیق دیتا ہے اس کو کون روک سکتا ہے۔

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین کے مطابق بندہ کی بیوی نے اسلام کی اس نعمت کا اقرار کیا اس رعایت سے فائدہ اٹھایا اور اسلام قبول کر لیا جیسا کہ مرقوم ہے

اس (بندہ کی بیوی) نے مسلمان ہونا قبول کر لیا۔ اس میں تاخیر کیسی ہوتی تھی اسی وقت مسلمان بنا کر اسے "دکنی بیگم" کے سپرد کر دیا گیا۔ جس نے اس کی خواہش پر اپنے پاس سے زاد راہ دے کر اسے حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ بھجوا دیا۔

جیون برتانت بابا بندہ بہادر صفحہ ۱۸۹

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو۔
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

حضرت نعمت اللہ شاہ کرمانی نے یہ پیش گوئی کی ہے۔

از دست نیزہ بندان ایک قوم ہندوانہ　　از قلب پنج آبی خارج شوند ناری
قبضہ کنند مسلم بر ملک غاصبانہ

ملک پنجاب سے ایک ہتھیار نیزہ رکھنے والی ہندو (افغانی سکھوں کو ہندو گوردوارہ کو دھرم سالہ کہتے ہیں) جن کو قلب پنجاب لاہور سے خارج کیا جائے گا۔ اور ان کے مال و دولت پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگا۔ سکھ قوم نے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا سکھ قوم کی یہ تقدیر تھی جس کو نعمت اللہ شاہ نے بیان کیا تھا۔ پنجاب سے خارج ہونے کا یہی سبب تھا کہ سکھ قوم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خود بخود نکل گئی۔

سکھ لیڈر قسم کھا چکے تھے کہ ہم ننکانہ کی طرف منہ کرکے مریں گے۔ بیٹھ دے نہیں مریں گے آخر اس قسم کو توڑنا پڑا۔ ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے قلب پنجاب لاہور اسمبلی ہال میں کہا تھا کہ ہم مر جائیں گے مگر پاکستان نہیں بننے دیں گے...... اللہ بھیم سین سچر کے ساتھ اسمبلی ہال کے باہر اپنے اکالی اور کانگرسی ساتھیوں کے ساتھ پرجوش مظاہرہ کیا تھا۔ اور مسلم لیگ کا جھنڈا پھاڑ کر اپنی کرپان لہراتے ہوئے اعلان کیا تھا کہ ہم کسی قیمت پر پاکستان نہیں بننے دیں گے۔ یہ سکھوں کا عمل تھا۔

گورو نانک جی کا یہ عمل رہا

(۱) وَظَلَمَۃُ ہِندُوستَانَ یَدعُونَنِی لَہُم۔ شُکرًا لِلّٰہِ العَرشِ اِنّی مُومِنًا

ہندوستان کے ظالم لوگ مجھے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے کہ میں مومن ہوں بچپن سے وصال تک مسلمانوں کے ساتھ رہے ہندو مذہب کی سختی سے مخالفت کی گورو نانک جی اسلام کی اتباع میں دو حج کئے۔ بغداد شریف میں بہلول دانا کے خلیفہ حضرت مرادؒ کے ہاتھ پر چشتیہ سلسلہ میں بیعت کی چھ سال تک بغداد میں اسلامی تعلیم حاصل کی گورو جی کو بغداد میں قرآنی آیتوں والا چولہ ملا جو آج تک سارے گوروں اور سکھوں کی نجات کا ایک روشن

مینار ہے۔ دس گوروں میں گورو نانک جی کا کوئی عمل نہ رہا۔

---

(۲) گورو نانک جی مکہ معظمہ میں جو قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے آج وہ قرآن کریم گورو ہر سہائے ضلع فیروزپور میں موجود ہے۔ کسی گورو نے ایک دن بھی دور نہیں کیا۔

گورو ہر سہائے وچ اک قرآن پیا ہے۔ تے کہیا جاندا ہے کہ ایہہ
وہ قرآن شریف ہے جس نوں گورو نانک صاحب مکہ مدینہ
دے سفر وچ نال لے گئے سن

گوروں نے اپنے ماننے والوں کو کبھی یہ ہدایت ہی نہیں کی کہ گورو جی کی طرح قرآن شریف کا دور کیا جائے تاکہ تم کو دنیا اور دین کی بھلائی حاصل ہو سکے۔

---

(۳) گورو نانک جی نے ساری عمر نماز پڑھی مکہ معظمہ میں اور بغداد شریف کے چھ سال میں مسلمانوں جیسی نمازیں پڑھیں گورو جی نے کہا بے نمازی پر لعنت ہے۔

لعنت برسے تہاجو ترک نماز کریں۔ کچھ تھوڑا ہتا کھٹیا اپنا آپ دنجیں

مگر گوروں نے کبھی نماز ادا کی نہ حج کی نہ بغداد شریف گئے گورو نانک جی کا عمل اور گوروں کے عمل میں کتنا فرق ہے۔

---

(۴) گورو نانک جی کلمہ طیبہ پڑھا پاک پڑھوس کلمہ بکس دا محمد نال ملائے۔ ہویا معشوق خدا کے دا ہویا قُل اللہ

(۵) گورو نانک جی نے اپنے گھر کے قریب کرتار پور میں مسجد بنائی۔
کھبے میت سچے کوپ براجا۔ پڑھدے کلمہ اُتے لو اجا

---

(۶) گورو نانک جی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" مانتے تھے۔
ص۔ صلاحیت محمدی مکہ نہی آکھو نت۔ خاصہ بندہ سجیاں سر تر آں

ہوں مت۔

گورونانک جی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کے سردار مانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہونے کی شہادت دیتے رہے۔

---

(۷) گورونانک جی نے باجماعت نماز پڑھی۔

جماعت کر پنج نماز گزار

گوروں نے کبھی بھول کر بھی نماز کا ذکر نہیں کیا گورو جی کے احکام کی پیروی مسلمان کرتے رہے اور سات پشت تک حکومت کرنے اور اب آئندہ کریں گے۔

(۸) گورو جی نانک جی نے پانچ وقت مسلمانوں کی طرح نماز ادا کی اور کرنے کا حکم دیا۔

پنج وقت نماز گزارے۔ پڑھے کتب قرآنا۔ نانک آکھے گور سدیہی

رہیہ پینا کھانا۔

گورو جی کے حکم کو گوروں نے کبھی نہ مانا گویا گورو گرنتھ کے یہ احکامات پس و پشت ڈالا

(۹) جمعہ کی نماز پڑھنے گورو جی خود سلطان پور میں دولت خاں لودھی کے ساتھ نماز جمعہ کو گئے

استادہ ہوئے جبکہ نصف نماز۔ کیا قلب نواب کا کشف راز۔ اب تک

کسی گورو کا قلب کوئی راز فاش نہیں کیا۔

(۱۰) جب گورونانک جی مکہ معظمہ گئے تو اس سفر میں اذاں دیتے ہوئے طے کیا تھا۔

بابا پھیر کے گیا نیل بستر دھارے بن واری۔ عصا ہتھ کتاب کچھ

کوزہ بانگ مصلیٰ دھاری۔

جب کبھی موقع آیا گورونانک جی نے عرب کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ماننے والے مسلمانوں کی طرح بانگ بھی دی کسی گورو نے گورو جی کی پیروی میں نہ کبھی اپنے پاس عصا کتاب قرآن کریم۔ نہ کوزہ۔ نہ کبھی اپنے گوردواروں میں اذانیں دیں۔ نہ مصلیٰ رکھے گورو جی کا سارا عمل مسلمان کیا کرتے تھے گورو جی کی دعا کے مستحق مسلمان تھے نہ کہ سکھ۔

---

(۱۱) گورونانک جی بچپن سے وصال تک کسی ہندو کے ساتھ نہ رہے بچپن سے مسلمانوں کے ساتھ گزارے دکانداری مسلمانوں کے ساتھ دین کا کام بھی شیخ فرید ثانی کے ساتھ پورا سفر مردانہ کے ساتھ رشد و ہدایت کے زمانہ میں مربی میر حسن صاحب۔ پیر جلال۔ میاں مٹھا۔ پیر عبدالرحمٰن پیر سید حسن اور بابا بڈھن شاہ شیخ ابراہیم شیخ فرید ثانی جیسے برگزیدہ ہستیوں کے ساتھ۔

گرنتھ صاحب میں یہ فرمایا۔

مسلمان موم دل ہوئے۔ انتر کی مل دل تے دھوئے

مسلمان نرم دل ہوتا ہے اور اپنے دل سے اس نے ہر قسم کی غلاظت نکال دی ہوتی۔ سکھ گورو صاحبوں نے مسلمانوں کی دشمنی میں یہ کہا ہے: سکھوں کا مسلمانوں سے وہی رشتہ ہے جو بارود کا آگ سے جس طرح بارود آگ کے قریب بھڑک اٹھتا ہے جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔

(گورمت سدھاکر ص۲۲)

(۱۲) گورونانک جی مسلمانوں کے حقیقی دوست تھے مگر گورو صاحبان نہیں تھے۔

گورو جی ہندو مذہب میں ہدایت نہ پا کر اولیاء اللہ پر چلّہ کیا۔

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر مراقبہ کیا۔

(۲) حضرت مرشدی و مولائی حضرت مراد رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر چلّہ کیا ۹۲۷ھ میں حضرت بہلول دانا کے خلیفہ حضرت مراد کے ہاتھ پر سلسلہ چشتیہ میں بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد آپ نے اپنے مرشد کا بغداد میں مزار بنایا مزار کے مغربی دیوار پر یہ کتبہ لکھ کر لگوایا گورو (مرشد) مراد وفات پا گئے بابا نانک فقیر نے اس عمارت کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا جو ایک نیک مرید کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر تھا۔

سٹرینجی ریویوشن آف دی خالصہ

(۳) شمس تبریزی سبزواری ملتان شریف شمس تبریز کے روضہ کی جانب مکان میں مراقبہ کیا کیا۔ سویڈی مہربان جی کہا ہے۔ سبزواری کا وظیفہ تھا گورو جی بھی کیا

بجز یا ہو من ہو دیگر چیزے نمی دانم۔

تب درگاہ میں خبر ہوئی پیرزادیاں کو کہ نانک دیدی ڈیرہ لٹا کر فقیر ہوئے نکلیا ہے

سے پیر بہاؤالدین دی تربت اوپر آج مجُروچ ڈرایا۔ تربت کول کورنش (جھک کر سلام) کیتی ہیں۔ از فقیر طبع ہے۔ از مرد خوب دیدار قدار۔ قدآور عجیب دیدار ہے دیکھا ہی بن اوے۔ پیر جی عجب سنی داہے سے آیا ہے۔

(جنم ساکھی گورو نانک جی صـ۱۳۷)

---

(۴) حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ پاک پٹن شریف پر چلّہ کیا۔ شیخ ابراہیم شیخ فرید ثانی کے ساتھ دس سال تک پورے پنجاب کا دورہ کیا اور مخلوق کو خالق کا رشتہ بتایا۔

---

(۵) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ اجمیری پر چالیس دن چلّہ کیا۔

---

(۶) گیانی گیان سنگھ کا بیان ہے کہ گورو جی سرسہ میں خواجہ صاحب کے مزار پر چاروں کونوں میں چار چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں ہیں اور وہاں کے مسلمان مجاور راوی ہیں کہ

شمال مغرب کی جانب کوٹھری میں بابا نانک شاہ شیخ فرید وغیرہ چار درویشوں کے ہمراہ چلّے میں بیٹھے تھے۔

(تواریخ گورو خالصہ صـ۳۶)

---

(۷) سرسہ شہر میں خواجہ جعفر۔ باوا فرید۔ سائیں شیر شاہ وغیرہ چلّہ کشی کرتے تھے۔ گورو جی نے بغیر کھاتے پینے کے چلّہ کشی کی۔ (گورو دھام سنگرہ صـ۱۵۹)

---

(۸) بمقام سرسہ شاہ عبدالشکور صاحب کی خانقاہ پر چالیس دن چلّہ کیا اس خلوت خانہ کا نام چلّہ باوا نانک ہے۔

---

(۹) جیسے رام جی کے بہنوئی گورائے بلادنے مکھا میں گورو جی کو اپنے پاس رکھتا۔ لیکن عوام الناس میں ہندو مسلمان کا سوال ہے (جب مسلمان نہیں تو سوال ہی کیا تھا)

(سوانح عمری گورو نانک جی صـ۱۹)

---

(۱۰) باوا ولی قندھاری حسن ابدال پر چلّہ کیا۔ حسن ابدال کی پہاڑی پر آپ کا چلّہ ہے آپ کا مزار قندھار میں ہے حسن ابدال کی پہاڑی پر چلّہ کی زیارت کو ہر سکھ مرد عورت بچہ بوڑھا اس پہاڑی پر جاکر سلامی دیتے ہیں۔

گورو نانک جی مسلمان اولیاء اللہ کے مزاروں پر چلّے کاٹے مراقبہ کئے ان سے مدد طلب کی برخلاف اس کے ہندوؤں کے تیرتھوں پر گئے وہاں کا حال۔ گورو جی کی زبانی سنیئے۔

بندرابن کی سیر

اس جگہ کے بیراگی فقیروں نے تمام اعضا میں لکڑی کی تسبیحیں ڈالی ہوئیں اور تلسی کے پتے چباتے تھے اور مندروں میں نامحرم عورتوں سے ناجائز تعلق کئے ہوئے دیکھکر مردانہ کے پوچھنے پر باباجی نے کہا کیا ان لوگوں نے یہ کام کرنے کے لئے مندر مورتاں بنا رکھے ہیں۔ جیسے پھل کے اغذ سے ماخوذ ہو کر سیدھے نرک کو جائیں گے۔

گومتی دوارکا

کرشن جی کا دارالخلافہ تھا۔ . . . . دامڑے گاؤں میں ٹھیکیدار چار پیسے لیکر (سنکھ چکر گدھا پدم) یہ دونوں دھاتوں کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ آگ میں سرخ کر کے جس طرح حیوانوں کو داغ دیتے ہیں اس طرح جاہل آدمیوں کے چھاتی اور بازو پر داغ لگاتے ہیں۔ بیراگی فقیر داغ کے بغیر روٹی کھانا حرام سمجھتے ہیں اور کان پھٹے جوگیوں کی طرح دو دو چار چار ماہ تکلیف برداشت کرتے اور مکھیاں ہلاتے رہتے ہیں۔

(جنم ساکھی بھائی گیان سنگھ گیانی صـ۱۸۲)

بیٹ دوارکا

سمندر میں ۱۱ کوس مربع پہاڑی ہے اور دامڑے گاؤں سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اس

جگہ سری کرشن جی مہاراج نے جبراً سندر راجہ سے ڈر کر ہجرت کی تھی اس جگہ برہمنوں نے رکمنی کرشن کے مندر میں جانے کے لئے خفیہ راستہ رکھا ہوا تھا جو دولتمند جاتری جاتا اس کو پانڈے کہتے اگر ہم یہ منتر کے زور سے کرشن جی کو خوش کریں اور وہ آپ کی دعوت منظور کر لیویں تو ہمکو کیا دوگے۔ وہ خواہش مند سادہ لوح کچھ نقدی کے اقرار پر دعوت کرنے کے لئے کھانا مندر میں رکھکر ہاتھ جوڑ کر کرشن جی کا خیال کرتا اور پانڈے دروازہ بند کر کے گھنٹے بجاتے رہتے اور ایک پانڈہ اس پوشیدہ راستہ سے گذر کر کرشن جی وغیرہ کی مورتیوں کے منہ اور ہاتھوں کو کھانا لگا کر اور کچھ دکھلا کر آپ کھا کر چلا جاتا اور پھر دروازہ کھولدیتا مورتیوں کے منہ اور ہاتھ کھانے سے آلودہ دیکھ کر جاتروں کو خوب لوٹتے وہ بھگت اس سیاہ جھوٹ کو اعلیٰ درجہ کی سچا سمجھ کر پرشاد گھرے جا کر خویش و اقربا میں تقسیم کرتا۔ یہ راز سمت ۱۹۱۲ بکرمی کو طشت از بام ہو گیا۔

(بھائی گیان سنگھ گیانی صفحہ ۱۸۴)

کرنور میں گنیش کی پوجا

گنیش کی پوجا کرنے والے گنیش کی مورتی کو گلے کی ہیکل بنائے ہوئے چھاتی پر لٹکا رکھا تھا دیکھ کر جب پوچھا تو انھوں کہا رزاق خالق مالک حتیٰ کہ تمام چیزوں کا کرتا صرف گنیش ہی ہے اس لئے تمام مخلوقات اور دیوتا اپنے کاموں کی انجام دہی کے لئے گنیش کی ہی

پوجا کرتے ہیں بلکہ ترپرراکھشس کو شوجی نے گنیش کی ہی پوجا کر کے مارا تھا۔

بدر شہر

میں کان پھٹے جوگیوں نے سب کے گلے سنگی پہنا رکھی سب جوگی جمع ہو کر آئے کہن لگے جس طرح آپ اقبال مند ہو اگر گورکھ جی کا لباس پہنو تو یہ سونے پر سہاگے کا کام دے گا۔

ہندو فقرا کا ایک فرقہ جوگی کہلاتا ہے انھوں نے جوگی ہونے کی درخواست کی چونکہ باواجی ان شوریدہ مغز سنیاسیوں اور بیراگیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ محض ان لوگوں کے کھنڈن یعنی رد کے لئے باواجی نے سفر اختیار کیا تھا۔ جوگی کانوں میں مندراں جسکا دائرہ ۲½ سے ۳ انچ ہوتا ہے اور نصف انچ چوڑی ہوتی ہے گورو جی نے فرمایا

کو (۱) مندروں کے بجائے محبت الٰہی کی لگن کو دل میں جگہ دو (۲) کنتھا۔ تقویٰ کو کنتھا بناؤ۔ (۳) ڈانڈا۔ یعنی عصا جو جوگیوں کی ایک نشانی ہے سو گیان کا ایک عصا بناؤ۔ (۴) پھروا (پھوڑہ) جو جوگیوں کی ایک نشانی ہے آپ نے فرمایا فہم و فراست کا پھروا بناؤ (۵) سیلی۔ یہ بالوں کی رسی ہوتی ہے جسے جوگی اپنے سر پر لپیٹتے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی بندگی کو سیلی بناؤ (۶) بھبوت ملنی۔ یعنی خدا سے لگن لگانے کو بھبوت بناؤ (۷) جھولی۔ یہ بھی جوگیوں کی ایک نشانی ہے سو باوا صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے پریم اور پیار کی جھولی سمجھو (۸) ایکنکار کو وحدہ لاشریک خیال کرو۔ (۹) کھیکھ سو خدا کے نام کا لباس پہنو جس کے آگے تمام لباس محض ناکارہ اور ہیچ ہیں۔

ان اشیا کے مرکب سے ایک رتن اور گوہر پیدا ہو گا۔ تو نصرت الٰہی بفرض تائید آسمانی سے نازل ہو گی۔

اگے راس کماری کا سفر

راس کماری دیوی کے دیکھنے کے لئے گئے مردانے کی خواہش کے مطابق سمندر سے پار سنگلدیپ میں جا ٹھہرے جزیرے کی سیر کرتے ہوئے ترک نالے شہر میں قیام کیا وہاں کے لوگ پانچ عناصر ہی کو ہی۔ خدا خیال کرتے تھے۔ وہاں سے رام پور گئے۔

دھارا تیرتھ

جنم ساکھی صفحہ ۱۹۷ سے اس جگہ ہمہ قسم کے سادھو دیکھے کوئی دھونی رمائے بیٹھا ہوا۔ کوئی برہنہ کوئی درخت کے ساتھ الٹا لٹکا ہوا ہے جس قدر زیادہ عالم و فاضل ہوا اسی قدر زیادہ بلند پروازیاں کیں جس قدر زیادہ تیرتھوں کی جاترا کی اتنا ہی فسق و فجور میں زیادہ مبتلا ہوا۔ جس قدر زیادہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلے (بہروپئے) اتنی ہی جسم کو تکلیف دی۔ دل ابتدا اپنے اعمالوں کا مزہ چکھو جیسا کیا ویسا پایا جو یہاں بھیجو گے وہی آگے جا کر کاٹو گے بعض سادھو اناج نہیں کھاتے تو باوا صاحب ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ اناج کے نہ کھانے سے منہ کا ذائقہ جاتا رہتا ہے اور یہ لوگ کفران نعمت کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرتے ہیں سو

اس کی سزا ضرور ملے گی جسم کو زیادہ دکھ اور تکلیف میں ڈالکر اللہ تعالیٰ سے روگردانی کی اور دوسرے سے محبت لگائی اور بعض سادھو بالکل برہنہ رہکر اپنی زندگی گذارتے ہیں تو باوا صاحب ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ یہ عذاب الٰہی کے نیچے آئے ہوئے ہیں اور بعض فقرا اس قدر خموشی اختیار کرتے ہیں کہ کسی سے بات کرنے کو گناہ کبیرہ خیال کرتے ہیں سو باوا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ اللہ سے غافل ہوئے ہیں اور غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ بعض سادھو بلا نوشں (بھنگ) وبرانڈی تک نوش کرتے ہیں اور عیب نہیں سمجھتے، سو باوا صاحب ان کی نسبت فرماتے ہیں کہ اپنی عاقبت سیاہ کر رہے ہیں اور اول درجہ کے بیوقوف ہیں اپنی عزت کو برباد کر رہے۔ بغیر اللہ کے نام سے کبھی بھی ڈھولی نہیں ملے گی۔ بعض فقیر ایسے ہیں کہ وہ گورستان پر رہنے کو اپنے لئے باعث مکتی خیال کرتے ہیں وہ ظلمت کی کوٹھڑی میں قید ہیں اب نہیں سمجھتے آخرکار پچھتائیں گے۔ وہاں سے آگئے۔

ہردوار

جنم ساکھی صـ۳۲۵ پانڈیوں کے مکروفریب کے نیچے آتے تو پانڈے چڑکر کے بابے جی کو وہاں سے اٹھانے کے واسطے آئے تو باوا صاحب کے ہمراہیوں نے انہیں مار بھگایا ایک روز باوا صاحب نے اتفاق سے دیکھا تو لاکھوں آدمی دریائے نہاکر سورج کی پوجا کر رہے ہیں اور مشرق کی طرف منہ کر کے پانی اچھال رہے ہیں تو آپ نے مغرب کی طرف منہ کر کے پانی

اچھالنا شروع کیا لوگوں نے حیران ہو کر کہا یہ ہندو ہے یا مسلمان تو باوا صاحب نے کہا تم پانی کس کو دیتے ہو تو انھوں نے کہا ہم پانی اپنے آباؤ اجداد کو جو اس دنیا سے رحلت کر گئے ہیں پانی دیتے ہیں اور آپ کس کو پانی دے رہے ہیں۔ سری بابے جی نے کہا کہ آپ کے آباؤ اجداد کہاں ہیں۔ انھوں نے کہا۔ ہمارے آباؤ اجداد دوسرے جہاں میں ہیں تو سری گورو جی نے کہا اے بھائی دوسرا جہاں اس جہاں سے کتنی دور ہے تو ان لوگوں نے کہا ۹۴ کروڑ میل ہے۔ اور ہم اس جگہ سے ان کو پانی دیتے ہیں تو بابے جی نے کہا بھائی اس جگہ پہنچ جائے گا تو انھوں نے کہا ہمارے شاستر کہتے ہیں کہ پہنچ جائے گا۔ جب باوا جی نے یہ بات سنی تو پہلے تھوڑا پانی اچھال رہے تھے۔ اس کے بعد بہت

زیادہ پانی اچھالنا شروع کیا۔ تو پھر ان لوگوں نے کہا۔ اے بھائی یہ پانی کسکو دیتے ہیں سری گورو جی مہاراج نے کہا اے بھائی میرا ایک کھیت کرتار پور میں ہے اور وہ خشک ہو رہا ہے اگرچہ مینہ تو برستا ہے تاہم اس جگہ کے بلند ہونے کی وجہ سے وہاں پر ایک قطرہ پانی نہیں ٹھہرتا اس لئے میں اسکو پانی دے رہا ہوں تو ان لوگوں نے کہا بھائی وہاں کیسے پہنچے گا تو باوا جی نے کہا۔ آپ کے آباؤ اجداد تو بہت دور ہیں اور میرا کھیت تو نزدیک ہے بھلا وہاں کیوں نہیں پہنچے گا کیوں جو پتر لوک باوجود دوری کے بلندی پر بھی ہیں وہاں تو پانی پہنچ جائے گا بھلا میرے کھیت پر نہیں پہنچے گا جو یہاں سے صرف ڈھائی سو کوس پر ہے وہاں کیوں نہیں پہنچتا۔ ۔ ۔

اور نہا کر پانی سے باہر نکلے تو گائتری کا پاٹھ شروع کیا تو سری بابے جی نے کہا آہ افسوس ہندو لوگ ضرور نرک کو جاویں گے تو انھوں نے کہا کیا پرمیشور کے نام لینے سے بھی کوئی نرک کو جاتا ہے تو پھر باوا صاحب نے کہا۔ کہ آپ کس طرح سے خدا کا نام لیتے ہو ایک کو کہا تم تسبیح تو یہاں پھیر رہے ہو مگر دل تو گھر میں عورت سے باتیں کر رہا ہے اور دوسرے کو کہا کہ تم بھجن تو یہاں کر رہے ہو مگر دل آپ کا خانگی کاروبار میں مشغول ہے۔ جہاں جہاں کسی کا دل تھا وہاں وہاں گورو مہاراج نے بتلا دیا۔ تو ان لوگوں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ کوئی باخدا بزرگ ہے جس نے ہمارا باطنی حال بتلا دیا ہے۔

. . . . . اس اثنا میں کھانا تیار ہو گیا تو ان لوگوں نے کہا کھانا تیار ہے تناول فرمایئے تو سری گورو نانک جی نے کہا بھائی ہم نہیں کھاتے تو انھوں نے کہا خدا کا واسطہ ضرور آیئے جب انھوں نے خدا کا واسطہ ڈالا تو باوا صاحب کھانا کھانے کے لئے آئے۔ تو ان لوگوں نے اپنے چونکو کی حدبست کر رکھی تھی تو گورو جی نے کہا بھائی یہ چونکہ تو بھرشٹ ہو چکا ہے اس حدبست سے کیا فائدہ تو انھوں نے کہا کہ ہم نے تمام کھانا اپنی زیر حفاظت تیار کروایا ہے ہم نے چونکے کو برشٹ ہونے نہیں دیا اور یہ حدبست اس واسطے کی ہے۔ مبادا کوئی چونکے میں آنے کی جرات کرتے تو باوا نانک جی کہ جب تک آپ نے چونکے میں قدم رکھا تھا یہ چونکا سچا تھا جونہی کہ تم نے اس پر قدم رکھا یہ چونکا بھرشٹ ہو گیا کیونکہ تمہارے ساتھ چار ملیچھ ہیں۔ تو انھوں نے شلوک کہا۔

ترجمہ جب تک کرودھ۔ لوبھ۔ خودی ہنکار۔ یہ چار چیزیں ساتھ ہیں تب تک آدمی

پاکیزہ نہیں یعنی اوتم نہیں ہوگا پہلے اسے دور کرو پھر خود بخود پاکیزگی اندر شدھ ہوجائے گی۔

رام تیرتھ

جو ہندوؤں کا بڑا بھاری تیرتھ ہے از جنم ساکھی بھائی بالا ۳۸۵

گوروجی سیر کرتے ہوئے دیکھا تو ایک برہمن نہانے کے بعد بت آگے رکھ کر اور ماتھے پر (ٹیکا) لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور سمادھی لگا کر بھگتی (بندگی کر رہا ہے)، اور یہ کرتب بہت لوگوں کو دکھا رہا ہے اور بابا نانک جی ایسے ہیں جو تمام کے دلوں کی باتیں جان رہے تھے جب وہ براہمن آنکھیں بند کر کے تسبیح پھیرنے لگا اور سمادھی لگائی تو سری گوروجی نے کہا۔ سوامی جی دیوتا آپ آنکھیں بند کر کے کس کا خیال کرتے ہو۔ اس برہمن نے کہا اے درویش جی میں بت پرستی کر رہا ہوں تو گوروجی نے کہا اے سوامی جی جو مورت ہے سو وہ آپ کے آگے دھری ہوئی ہے اور آپ آنکھیں بند کر کسکا خیال کر رہے ہیں تو براہمن نے کہا اے درویش مجھے انتردھیان کرنے سے تین دنیا نظر آتی ہیں۔ تو سری گوروجی نے کہا اے پنڈت جی تین دنیا میں جو واقعات گزر چکے اور گذر رہے ہیں اور گذریں گے سو تمام آپ کو نظر آتے ہیں۔ تو براہمن نے کہا اے درویش جی مجھے تمام چیز نظر آتی ہیں یہ کہکر براہمن نے آنکھیں بند کرلیں۔ تو بابا نانک جی نے ایک خفیہ سکھ کو حکم کیا آپ اس براہمن کے آگے سے بت اور معہ دیگر سامان اٹھاکر لے جاؤ تو باواجی کے حکم کے سننے سے خفیہ سکھ اس براہمن کے آگے سے تمام پوجا کی چیزیں اور بت اٹھاکر لے گیا۔ جب براہمن نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھے کہ بت اور دیگر اشیا پوجا کے آگے نہیں تو براہمن نے ورلاپ شروع کر دیا تو

یہ اضطرابی کی حالت دیکھکر گوروجی نے کہا اے سوامی جی آپ آہ بکا کیوں کرتے ہو۔ تو براہمن نے کہا۔ اے درویش مورتی بمعہ دیگر اشیاء متعلقہ پوجا کوئی اٹھاکر لے گیا ہے۔ تو گوروجی نے کہا اے سوامی دیوتا آپکو تو انتردھیان کرنے سے تینوں زمانوں کے واقعات نظر آتے ہیں۔ اور تمام چیزیں آپ کے سامنے ہیں اور جہاں جہاں ہیں آپ دیکھ لیویں تو براہمن نے سچ بول کر کہا کہ اے درویش جی میں تو اپنے پیٹ کے لئے افترا کرتا تھا اور اس جھوٹ کی خاطر میں اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ اس مورتی پر میری گزران ہوتی تھی۔ اگر آپ اللہ کے واسطے جس کسی نے مورتی لی ہے دلوا دیجئے اس سے براہمن بہت شرمندہ ہوا۔

گورونانک جی نے تیرتھوں میں یہ پایا

گورونانک جی نے ہندوؤں کے یعنی قدیمی تیرتھوں کا کھنڈن آزاد ہوکر اس کے رد کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اس کام میں نہ گرمی کی تپش انہیں روک سکی نہ موسم سرما کی یخ پہاڑوں کی سربکف چوٹیاں ان کے راستے میں حائل ہوسکیں نہ رتیلے صحرا اور لق ودق جنگل ان کا کچھ بگاڑ سکے اگر آج ہردوار کے تیرتھ کی کھنڈن ہے تو کل رام تیرتھ کا رد ہورہا ہے اگر آج دوارکا تیرتھ میں وعظ و نصیحت میں مشغول ہوں تو کل جگن ناتھ جیسے پراسرار تیرتھ کے راز کو طشت ازبام کرنے کے لئے تیار گرنتھ صاحب میں تیرتھوں کے کھنڈن یہ ہیں۔

مکر پراگ دان بھو کیا سر پر دیوا دکاٹ

جن ہرنام مُگت نہ پاوے بھو کچن دیکے کٹ کاٹ

پراگ راج جو ہندوؤں کا بڑا بھاری تیرتھ ہے اور ہندوؤں کے شاستروں میں لکھا ہے کہ وہاں جاکر حد سے زیادہ خیرات کرنا اور اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروانے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

باواصاحب اس کے لئے فرماتے ہیں کہ اگر پراگ تیرتھ کے مکر و فریب میں آکر خواہ اپنے شریر جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروا دے اور سونے چاندی کے انباروں کے انبار خیرات کر دیوے تو بھی بغیر وحدہٗ لاشریک کی بندگی سے نجات ابدی ملنی ناممکن ہے۔

اے دل تو فسق و فجور میں مبتلا ہوکر اس وحدہٗ لاشریک سے روگردانی اختیار کرتا ہے۔ دوسرا شریک بناؤ گے۔ تو تمہارا دل دنیاوی ملونیوں میں ترقی کرے گا۔ تیرتھوں کی جاترا سے تکبر غرور پیدا ہوگا۔

تیرتھ نہائے نہ اترس مِل - کرم دھرم سب ہوئے کھیل

تیرتھوں کے نہانے سے دلی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی دل دنیاوی ملونیوں سے شدھ ہوتا ہے بلکہ تیرتھوں کی جاترا سے تمام نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کا دور

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کا دورِ حکومت مسلمانوں کے لئے عذاب سے کم نہ تھا۔ سکھ تاریخ کے مطابق ویسے یہ عذاب ۱۶۹۹ء سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ جب کہ مورخین کے مطابق گورو گوبند سنگھ جی نے بھارت سے مسلمانوں کا اقتدار ختم کرنے کے لئے خالصہ پنتھ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور اپنے سکھوں کو ہتھیار بند کر کے فوجی شکل دے دی تھی۔ مگر اس کی انتہا مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے زمانہ میں ہوئی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۳۹ء میں فوت ہوئے اور ان کی وفات کے صرف دس سال بعد ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے سکھ حکومت پر قبضہ کر کے پنجاب کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ اس طرح ۱۶۹۹ء سے ۱۸۴۹ء تک پوری ڈیڑھ صدی مسلمان مصیبت میں مبتلا رہے اس لمبے عرصہ میں مسلمانوں کا جو کشت و خون ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہزاروں مسلمان عورتیں بچے۔ بوڑھے اور جوان سکھوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ بے شمار زندہ جلا دیئے گئے۔ بے شمار مساجد مسمار کر دی گئیں یا گوردواروں کی شکل میں تبدیل کر کے مست گڑھ بنا دی گئیں۔ کئی قرآن شریف تلف کئے گئے۔ متعدد مسلم علما اور رہنما شہید کر دیئے گئے غرض اس قتل و غارت اور کشت و خون سے سکھ تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی پیدائش ۱۳ نومبر ۱۷۸۰ء کو ہوئی ان کی والدہ نے ان کا نام بدھ سنگھ رکھا۔ ان کے والد سردار مہان سکھ کو ان کی خبر اس وقت ملی جب وہ ایک جنگ جیت کر آ رہے تھے۔ تو انھوں نے اس بات کی یاد میں اپنے بیٹے کا نام رنجیت سنگھ رکھ دیا۔

مہاراجہ نے والدہ کو زہر دیا

مورخین لکھتے ہیں کہ مہاراجہ جی نے بچپن میں ہی انتظامی معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا جسے ان کی والدہ نے پسند نہ کیا مہاراجہ جی نے اپنی والدہ کو اپنے راستہ سے ہٹانے کے لئے زہر دیکر ہلاک کر دیا۔

(حیات رنجیت سنگھ ص۳۹)

مہاراجہ نے اپنے پھوپا کا علاقہ چھین لیا

آخر مہاراجہ جی کی پھوپھی نے بڑی لجاجت سے درخواست کی جیسا کہ لکھا ہے۔

جب قلعہ منگلا کو بھی صاحب سنگھ سے چھڑانے کے لئے مہاراجہ نے

فوج روانہ کی تو صاحب سنگھ کی عورت نے جو مہاراجہ کی سگی پھوپھی تھی۔ اس نے ایک نہایت عاجزانہ اور مودبانہ عرضداشت بھیج کر مہاراجہ سے درخواست کی کہ اب گورو کے واسطے میرے خاوند کی جاں بخشی کی جائے۔ اور قلعہ منگلا اس کے پاس بطور گذارہ کے چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس بربادی اور تباہی میں اب کوئی بات باقی نہیں۔ مہاراجہ صاحب نے اپنی پھوپھی کی درخواست کو منظور کر لیا۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو حصہ دوم ص۱۰۸)

مہاتما کلیان داس جی کے مطابق مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بعض علاقے ان کے والیان کو اعتماد میں لیکر غصب کر لئے انہیں دوستی کا یقین دلانے کے لئے حلف بھی اٹھائے مگر وقت آنے پر حلف طاق میں رکھ دیئے اور ان پر قبضہ جما لیا۔

(اتہاس وشکرما نبس بندی جگت گرو ص۱۱۶)

سکھ دانشوروں کے نزدیک مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی حکومت کوئی آئینی حکومت نہ تھی

سردار دریام سنگھ جی ایم اے کا بیان ہے کہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی اپنی مرضی کی حکومت کرتے تھے۔ اور حکومت کا تمام کاروبار ان کے ہاتھ . . . . اور عدالتوں کی رہنمائی کے لئے کوئی ضابطہ قوانین نہ تھا۔

(گولڈن ٹمپل ہندو اتہاس ص۲۳۱)

گیانی گیان سنگھ جی نے سکھ حکومت کے سکھ فوجیوں کی لوٹ مار اور قتل و غارت کے ذکر میں بتایا ہے کہ

خالصہ فوج کا یہ حال تھا کہ وہ خود اپنے تئیں فرماں روا سمجھتی تھی اور سوائے لوٹ مار کے اور غارت گری کے کوئی دوسرا کام نہ تھا جتنے اہالیان دربار اور سردار تھے۔ سب فوج سے ڈرتے تھے۔ جس کو چاہتی لوٹ لیتی اور جس کو چاہتی چھوڑ دیتی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان کے سامنے دم مارتا۔ مردم آزاری کا بازار گرم تھا۔ اسی وقت کا

نام سکھاشاہی مشہور ہوا۔

(تواریخ گوروخالصہ اردو حصہ سوم ص۶۹)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی محسن کشی

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کا خیال تھا کہ ان کی وفات کے بعد ان کا بڑا لڑکا کھڑک سنگھ پنجاب کے تخت کا وارث ہو۔ وہی حکومت کا حقدار سمجھا جائے۔ لیکن ہری سنگھ نلوا سنگھ یہ چاہتے تھے کہ خالصہ پنتھ جسے چاہے مہاراجہ جی کا جانشین مقرر کرے ...... اس بہادر جرنیل کو پشاور کی مہم پر بھیج کر ٹھکانے لگا دیا گیا تاکہ ان کے بعد کھڑک سنگھ کی حکومت کا راستہ صاف ہو جائے۔

(تواریخ گوروخالصہ چھاپہ پتھر ص۱۰۵۳)

سکھ مصنفین کے مطابق مہاراجہ جی نے اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ نلوا جی کے مرنے پر اس کی تمام جائداد بحق سرکار ضبط کر لی۔ (تواریخ گوروخالصہ حصہ دوم ص۲۰۶)

گیانی گیان سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ سکھوں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کو یہ چٹھی لکھی تھی کہ اس میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ

ہمارا ایک ہی سردار ہری سنگھ نلوا جس نے متعدد جنگیں جیتیں اور تمہاری حکومت قائم کر دی۔ مگر آپ کے باپ نے ڈوگروں سے مل کر اسے عمداً دشمنوں کے منہ میں بھیج کر (سید احمد بریلوی کی جنگ) مروا دیا اور اس کے مرنے کے بعد اس کا علاقہ اور خزانہ ضبط کر لیا۔

(تواریخ گوروخالصہ حصہ دوم ص۲۰۶)

سکھ مصنفین کو مسلم ہے کہ سردار ہری سنگھ نلوا کے بعد اس کے لڑکے کو بھی معاف نہ کیا گیا اس کی جاگیر اور باغ جوہری سنگھ کے نام پر ضبط کر لئے گئے۔ (دربار صاحب ص۴۹)

مہاراجہ نے اپنی بیوی کے پچاس لاکھ کے زیورات ضبط کئے

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اپنے لڑکے کھڑک سنگھ کی والدہ کا بھی لحاظ نہیں کیا تھا۔ اور کسی بات پر ناراض ہو کر اپنی بیوی یعنی کھڑک سنگھ کی والدہ کے پچاس لاکھ کے زیورات ضبط کر لئے تھے

(تواریخ گوروخالصہ حصہ دوم اردو ص۲۱)

اپنی ساس کو مہاراجہ نے جیل میں ڈال دیا

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی ساس سدا کور کی خواہش تھی کہ مہاراجہ صاحب اس کی لڑکی مہتاب کور کے بیٹے شیر سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کریں مہتاب کور مہاراجہ جی کی پہلی بیوی ہونے کی وجہ سے اس زمانے کے رواج کے مطابق زیادہ حقدار تھی کہ اس کا بیٹا جانشین ہو۔ مگر مہاراجہ جی نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ (شیر پنجاب ص۱۰)

ان دونوں کے تعلقات بگڑ گئے۔ مہاراجہ نے چاہا کہ سدا کور اپنا سارا علاقہ اپنے نواسے شیر سنگھ کو سونپ دے۔ سدا کور اس کے لئے تیار نہ ہوئی۔ مہاراجہ نے کچھ عرصہ کے بعد کسی بہانہ سے سدا کور کو اپنے پاس بلایا اور اسے قید کر دیا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر دوبارہ گرفتار کر لی گئی۔ اور جیل میں ڈال دی گئی۔ اس کی رہائی مرنے کے بعد ہی ہو سکی۔ زندگی میں مہاراجہ کی قید سے نکلنا اسے نصیب نہ ہوا۔ مہاراجہ نے اس کا علاقہ بھی ضبط کر لیا۔ (تواریخ گوروخالصہ ص۹۲)

رانی سدا کور کے اس عبرتناک حشر کے بارے میں گیانی گیان سنگھ جی کا بیان

جس سدا کور کی امداد سے مہاراجہ کو یہ عروج حاصل ہوا تھا۔ اس کے علاقہ پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا یہ احسان فراموشی دیکھ کر لوگوں نے مہاراجہ کو ملکایا اونٹ کہنا شروع کر دیا۔ کیونکہ رانی سدا کور نے مہاراجہ صاحب پر بہت بڑے بڑے احسان کئے تھے۔

(تواریخ گوروخالصہ چھاپہ پتھر ص۸۸)

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے سردار بگھیل سنگھ کی بیوہ سردارنی رام کور کا دو لاکھ کا علاقہ اور ۲۵ لاکھ کا خزانہ ضبط کر لیا۔ اور رہر یانہ کے سب قلعے جن میں ہر قسم کا اسلحہ بھرا ہوا

تھا۔ چھین لئے تھے۔ سردارنی صاحبہ روتی پیٹتی لدھیانہ چلی گئی۔

تواریخ گورو خالصہ چھاپہ پتھر اردو ص۹۸ حصہ سوم ص۱۱۱

مہاراجہ نے اپنے صمدھی کا علاقہ ضبط کرلیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے اپنے صمدھی اور مہاراجہ کھڑک سنگھ کے خسر سردار جیمل سنگھ جی کے مرنے پر اس کا سارا علاقہ ضبط کر لیا تھا۔ (سکھ مسلمان ص۵۰)

مہاتما کلیان داس جی لکھتے ہیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جودھ سنگھ رام گڑھیا کے دربار صاحب امرتسر جاکر گورو گرنتھ صاحب کے حضور حلف اٹھاکر عہد کیا۔ مگر بعد کو یہ عہد میرے سے بھلا کر اس کے علاقہ پر قبضہ کر لیا چنانچہ لکھا ہے۔ رنجیت سنگھ ایسے حلف کی کوئی پروا نہیں کیا کرتا تھا۔ (جگت گورو ص۱۲۶)

رنجیت سنگھ کی حکومت کا خاکہ

سکھ حکومت شروع ہونے پر طاقت پھر ایک آدمی کو بڑا بنانے پر خرچ ہونی شروع ہوگئی اور عوام کے مشترکہ راج کی جگہ شخصی حکومت نے لے لی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سکھ طاقت کو مجتمع کیا۔ یہ دعویٰ بہت سے سکھ لیڈر ابھی تک کرتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن یہی وہ شخص تھا جس نے سکھوں کو جمہوریت اور اشتراکیت سے ہٹاکر دوسروں کی محنت سے اپنی طاقت بڑھانے کی تلقین کی۔ سکھ مریادہ۔ سکھ چلن اور گورو گوبند سنگھ کا دعویٰ قانون ختم ہوگیا اور سکھ ہر بات میں حیوانیت کی سطح پر آگئے۔ یہی وہ کمی تھی جس نے شیر پنجاب کی آنکھیں بند ہوتے ہی سکھوں میں آپا دھاپی پیدا کردی اور سکھ راج ختم ہوگیا۔

(ہفت روزہ فتح دہلی سالانہ ۱۹۲۶ء)

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کا مسلمانوں سے سلوک

موجودہ دنیا میں مختلف قومیں آباد ہیں اور اس میں کئی حکومتیں قائم ہیں اگر کسی نے حکومت کے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے تو وہ حکومت اس کو رہنے نہیں دیتی۔ چہ جائیکہ وہ رحیم وکریم اللہ کے قانون کو کوئی بندہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو وہ اللہ اس قوم کو باقی نہیں رکھتا

ہے۔ انسان کا مارا ہوا کبھی کبھی بچ بھی جاتا ہے مگر خدا کا مارا ہوا کبھی بچ ہی نہیں سکتا ہے۔

سکھ مورخین کو مسلم ہے کہ مہاراجہ جی کا جس مسلمان کے خلاف جی چاہا فوج کشی کی اور اسے ختم کر کے ہی دم لیا اور بعض مسلمان روسا اور ان کی بیوہ بیگمات کی جائیدادیں بغیر کوئی بہانہ بنائے ضبط کرلیں۔ اور سکھوں میں بانٹ دیں جیسا گیانی گیان سنگھ جی فرماتے ہیں۔

رائے الیاس کا علاقہ چھین لیا

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی نے رائے الیاس کی بیوہ سے اس کا علاقہ لدھیانہ وغیرہ چھین کر اپنے ماموں راجہ جنید کو عطا کر دیا۔ (تواریخ گورو خالصہ حصہ دوم اردو ص۸۸)

رائے الیاس کے قبضہ میں تھے۔ جگراؤں۔ جنڈیالہ۔ بدووالی۔ تلونڈی۔ ڈھاکہ ویسی وغیرہ تمام دیہات جو راجہ جنید۔ نابھہ۔ سردار فتح سنگھ آہلووالیہ۔ دیوان محکم چند۔ سردار ودھاوا سنگھ سردار مہنگا سنگھ وغیرہ کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ (تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو ص۸۵)

نواب قطب الدین قصور کا علاقہ

نہال سنگھ اٹاری والے کو جاگیر کے طور پر دے دیا۔

(سکھ راج ص۲۳)

مہاراجہ کو خبر پہنچی کہ قطب الدین خاں قصور نے صوبہ ملتان سے مل کر یہ منصوبہ کا نٹھا ہے کہ فوج جمع کر کے باتفاق پھر اپنی سلطنت محمدی قائم کریں یہ سنتے ہی مہاراجہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اور مارے غصہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور حکم دیا کہ فوجیں جمع ہو کر قصور پر حملہ آور ہوں۔ (تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو ص۹۰)

قصور پر مہاراجہ کا حملہ

گیانی گیان سنگھ جی نے بیان کیا کہ مہاراجہ کے بہادر سکھ تلواریں کھینچ کھینچ کر مسلمانوں پر جا پڑے گویا افغانوں پر آفت ٹوٹ پڑی۔ سکھوں کی فوج نے شہر میں گھس کر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔۔۔۔ بہت سی اشراف عورتیں جنہوں ڈیوڑی سے باہر قدم نہ رکھا۔ اپنی عصمت اور عزت کے خوف سے خود پھانسی لے کر مر گئیں۔ یا کوؤں میں ڈوب مریں۔ سکھوں نے بہت سی جوان اور خوبصورت عورتیں۔ لڑکیاں اور لڑکے قید کر لیے۔۔۔۔ شہر لوٹ کر محتاج کر دیا۔

(تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو صنہ ۹)

مہاراجہ کی فوج ملتان پہنچی

گیانی جی کے بقول۔ شہر کے بڑے بڑے چودہری اتفاق کر کے نواب مظفر خاں کے پاس گئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ یہ سکھوں کا لشکر آگے بھی ملتان کو تباہ کر گیا ہے اور پھر برباد کرنے آیا ہے جس طرح سے ممکن ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیکر رخصت کردو۔

(تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو صنہ ۹۲)

گیان سنگھ جی کے الفاظ میں سنئے۔

سکھوں نے نواب مظفر خاں کا کام کر کے غارت گری اور لوٹ مار کی طرف ہاتھ بڑھایا قلعے میں جس قدر پانچ سو مکانات تھے گرا کر زمین کے برابر کر دیئے۔ اور تین چار روز تک برابر شہر لوٹتے رہے۔ کسی کے پاس سوائے تن کے کپڑے اور کھانا پکانے کے برتن کے کچھ نہ چھوڑا

(تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو صنہ ۹۳)

پریم سنگھ نے لکھا ہے کہ

قلعے کے خزانے کی چابیاں وزیر خزانہ حق نواز خاں نے اکالی پھولا سنگھ کے ہاتھ میں دیدیں جو اسی وقت قومی امانت خیال کر کے شہزادہ کھڑک سنگھ کو سونپ دیں۔ قلعے کے خزانے سے بہت سا سونا۔ چاندی۔ اور نقدی روپیہ ملا۔ اس طرح سات ہزار بندوقیں۔ نو توپیں اور کئی ہزار تلواریں اور بہت سامان جنگ خالصہ کے قبضہ میں آیا۔

(سردار ہری سنگھ نلوا صنہ ۹)

مہاراجہ صاحب مسلمانوں سے جب چاہتے اور جو چاہتے چھین لیتے اور اسے اپنا قانونی حق سمجھتے تھے۔ گیانی گیان سنگھ نے کہا ہے ایک مسلمان رئیس حافظ احمد خاں صاحب کے پاس ایک سفید گھوڑی تھی۔ جسے سفید پری کہتے تھے۔ مہاراجہ جی نے حافظ صاحب سے زبردستی چھین لی تھی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ سفید پری نامی گھوڑی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حافظ احمد خاں رئیس

مکھیڑا سے زبردستی لیتا آیا۔ (تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم اردو صنہ ۱۴)

ایک اور سکھ ودوان نے کہا ہے

سردار یار محمد خاں گورنر پشاور کے پاس ایک بہت خوبصورت گھوڑا لیلیٰ تھا۔ مہاراجہ نے آسٹرین سیاح چارلس ہیوگل کو بتایا کہ اس گھوڑے لیلیٰ کو حاصل کرنے کے لئے ساٹھ لاکھ روپے اور بارہ سو جانیں ضائع ہوئیں۔

(رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جولائی ۱۹۶۵ء)

مقامات مقدسہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ

مسلمانوں کے مقامات مقدسہ۔ مساجد۔ مقابر اور پیر خانوں کی بے حرمتی سکھ دور کی بڑی تلخ یادگار ہے۔ لوگوں کو اذانیں دینے اور نمازیں پڑھنے سے روک دیا گیا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اللہ اکبر کی صدا بلند کر سکے۔

ایک مشہور سکھ ہسٹورین صاحب کا بیان ہے۔

بے شمار مساجد مسمار کر دی گئیں اور پورے علاقے میں اذاں دینے کی ممانعت کر دی گئی۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صنہ ۹۳)

کئی مساجد میں گھوڑوں کی لید پھینکی گئی

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صنہ ۲۰۱)

مسلمانوں کے سینے چھلنی کرنے کیلئے متعدد مساجد میں سور مارے گئے۔ (پنتھ پرکاش صنہ ۱۵۴)

بعض مساجد کی بنیادوں کو، پکڑے گئے مسلمانوں کے ہاتھوں سوروں کے خون سے دھلایا گیا۔

(سردار کرم سنگھ ہسٹورین دی اتہاسک کھوج صنہ ۹۲)

مہاراجہ لاہور کی سنہری مسجد کے مینار پر چڑھ کر شراب پیا کرتا تھا۔

لاہور کی مشہور و معروف سنہری مسجد کافی عرصہ تک سکھوں کے قبضہ میں رہی اور مسلمان بے بسی کے عالم میں دل کشی کرتے رہے۔ بعض اوقات مہاراجہ جی اس مسجد کے مینار پر چڑھ کر شراب پیا کرتے تھے۔ (حیات رنجیت سنگھ صنہ ۳۶)

کافی عرصہ بعد مسلمان اس مسجد کو واگزار کرانے میں کامیاب ہو سکے۔

(سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۵۳ و سکھ اتہاسک لیکچر ص۳۶۲)

شہید گنج مسجد کو دہرم سالہ بنایا

۱۷۶۵ء کو سکھوں نے لاہور پر پختہ قبضہ جمالیا۔ بھنگی سرداروں نے اس تاریخی شہید کی مسجد کو دھرم سالہ کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اور یہاں سکھ مہنت مقرر کر دیا اور معافی لگا دی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جنگی سرداروں کی لگائی گئیں جاگیریں اور معافیاں نہ صرف قائم رکھیں بلکہ بہت بڑھا دیں اور لنگر اور دیگ کے لئے روزینے مقرر کر دیئے۔

(بھائی جودھ سنگھ ابھی نندن گرنتھ پنجاب ص۲۳۸)

اس مسجد کو واگذار کرنے کے لئے مسلمانوں نے انگریزی دور میں بہت کوشش کی مگر انگریز کی سیاسی مصلحتوں نے اسے مجبور کئے رکھا وہ اس مسجد کو بھی دہلی کی مسجدوں پر بنائے گئے گوردوارہ شہید گنج اور رکاب گنج کی طرح سکھوں کے قبضہ میں ہی رہنے دیئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد مسلمانوں نے اپنی روایتی فراخدلی اور رواداری کی بنا پر اس مسجد شہید گنج کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ سکھ لیڈروں نے جن میں ماسٹر تارا سنگھ بھی شامل ہیں مسلمانوں کی بیحد تعریف کی۔

(خالصہ سماچار امرتسر ۲ نومبر ۱۹۵۰ء)

باولی والی جگہ قاضی کی مسجد تھی

گوردوارہ باولی صاحب کے بننے کا حال بہت دلچسپ ہے۔ مغلیہ عہد سے باولی والی جگہ ایک قاضی کی مسجد بنی ہوئی تھی۔ مہاراجہ جی کے حکم سے وہ مسجد گرا دی گئی

سکھ راج ص۱۲۹ سکھی تے سکھ اتہاس ص۲۳

اس بارہ میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ

حکم ہوا کہ ہر ایک سرکاری ملازم ایک دن کی تنخواہ باولی صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کرے اس طرح ستر ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ اس رقم سے مہاراجہ صاحب نے گوردوارہ باولی صاحب تعمیر کروایا۔ اور اس کا انتظام کرتارپور کے سوڈھیوں کے سپرد کر دیا۔

(سکھی تے سکھ اتہاس ص۲۳۔ سکھ راج ص۱۲۹)

حضرت میاں میر شاہ صاحب کے مزار کے پتھر اکھاڑتے وقت کا حال

حضرت میاں میر شاہ صاحب کے مقبرہ سے پتھر اکھاڑتے وقت مہاراجہ صاحب دو دفعہ گھوڑے سے گر پڑے تھے۔

(دربار صاحب ص۱۸)

عیدگاہ جہانگیری میں توپ خانہ

سکھوں کے عہد میں تمام مساجد میں میگزین اور گولہ بارود رکھا گیا۔ کہیں نماز ادا نہ کرنے دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ عیدگاہ جہانگیری میں انھوں نے توپیں ڈھالنے کا کارخانہ تیار کیا تھا۔ بادشاہی مسجد میں اصطبل تھا۔

مساوات لاہور عید ایڈیشن ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۲ء

مسجد شہید گنج میں شراب خانہ

راجہ شیر سنگھ نے اس مسجد کے ساتھ ملحقہ مزار کو میر منوں متوفی ۱۳۵۳ء کا تھا گرا کر یہاں شراب کی دکان کھول دی تھی۔

(نقوش لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء)

بادشاہی مسجد میں پلٹن تھی

مقبرہ شیخ عبدالرزاق مکی المشہور نیلا گنبد انارکلی لاہور۔ یہاں ایک علیحدہ مکان میں لوہار بندوقیں بنایا کرتے تھے اور مقبرہ میں میگزین بھرا تھا۔ مقبرہ مخدوم بیگم زوجہ نواب ابوالحسن خاں . . . . . جنرل ابوطبیلہ نے اس میں میگزین بھروا دیا . . . . مقبرہ علی مردان خان۔ مہاراجہ نے اس میں میگزین بھر کر سردار گلاب سنگھ کے سپرد کیا۔ مسجد صالح بندھی مسجد حضرت الیشان . . . . . مسجد بادشاہی کے حجروں میں میگزین بھرا رہا کرتا تھا۔ مسجد میں کبھی توپ خانہ کبھی پلٹن کبھی رسالہ رہا کرتا تھا۔

(حیات رنجیت ص۳۶)

وزیر خاں کی مسجد کے مینار پر طوائف موراں

ایک روز موراں طوائف کوئے کر وزیر خاں کی مسجد کے مینار پر دن بھر شراب نوشی اور عیش کرتا رہا۔ اور تو اور مہاراجہ رنجیت سنگھ خود۔

(حیات رنجیت ص۲۸)

سنہری مسجد میں گوبر کا لیپن اسمیں گورو گرنتھ رکھوا دیا۔

ایک دفعہ انھوں نے (نہنگ سنگھوں) نے مہاراجہ صاحب کو بھی ورغلا کر سنہری مسجد

کو جو باولی صاحب کے ساتھ ملحق تھی۔ باولی صاحب میں ملا دینے پر آمادہ کر لیا۔ مہاراجہ نے حکماً ملاں کو طلائی مسجد سے نکلوا کر وہاں گوبر کا لیپ کروا دیا۔ اور گورو گرنتھ صاحب رکھوا دیا مسلمان رعایا اس حرکت پر سخت ناراض ہوئی۔ سب مل کر فقیر عزیز الدین صاحب کے پاس گئے۔ انھوں نے کلو ماشکی کو جو مہاراجہ کے بہت منہ لگا ہوا تھا۔ اپنے ساتھ شامل کیا۔ الغرض انھوں نے سمجھا بجھا کر مسجد بدیں شرط مسلمانوں کو واپس دلوا دی کہ وہ زور سے اذان نہیں دیا کریں۔

(حیات رنجیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء ص۳۵)

مہاراجہ کی حکومت تبت تک تھی مگر بے قانونی حکومت تھی

سردار شمشیر سنگھ جی اشکو سنگھ ہسٹری ریسرچ اسکالر نے مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی حکومت کے بارے میں یہ حقیقت بیان کی ہے۔

مہاراجہ کی حکومت پنجاب کی حدود سے تجاوز کر کے لداخ تبت تک پھیلی ہوئی تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ جس طرح کہ ان کے نام سے ظاہر ہے جیتنے والا مہاراجہ تھا۔ اور اس کی عمر ملک گیری میں ہی گذری۔ جس کی وجہ سے وہ سکھ حکومت کو دفتری شکل نہ دے سکا۔ نہ اس کے عہد میں کوئی قانون بن سکا۔ اور نہ عدالتیں قائم ہوئیں۔ آخری دنوں میں مہاراجہ بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی سکھ حکومت میں بھی خامیاں آ گئی تھیں راج دربار میں پارٹی بازی شدت پکڑ گئی تھی۔ (سکھی تے سکھ اتہاس ص۲۳۲)

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی پر فالج کا حملہ ہوا۔ ان کی زبان بھی بند ہو گئی۔ آخر ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ (سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۴۱) مہاراجہ صاحب کی لاش کے ساتھ گیارہ رانیاں زندہ جل گئیں (شیر پنجاب ص۱۶۲) ان میں چار ان کی باقاعدہ رانیاں تھیں اور سات لونڈیاں تھیں۔ گیانی گیان سنگھ کے مطابق مہاراجہ صاحب نے اپنے پیچھے ۸ لڑکے اور ۲۲ رانیاں چھوڑی تھیں (تواریخ گورو خالصہ چھاپہ پتھر ص۱۹۹) کسی لڑکی کا ان کے ہاں پیدا ہونا سکھ تاریخ سے واضح نہیں۔

مہاراجہ صاحب کے بعد ان کے فرزند اکبر کھڑک سنگھ جی جنہیں وہ خود (سردار ہری سنگھ نلوا کی

مخالفت کے باوجود) اپنا جانشین نامزد کر گئے تھے پنجاب کے حکمراں مقرر ہوئے اور سکھا شاہی اپنے پورے جوبن سے لوگوں کے سامنے آئی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے گھر جنگ

چونکہ مہاراجہ کھڑک سنگھ (مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بڑے بیٹے) میں حکومت کی اہلیت نہ تھی اس لئے حکومت کا کاروبار سنبھال نہ سکے۔ دھیان سنگھ وغیرہ نے انھیں بدنام کرنے کے لئے ان کے خلاف ایک مہم شروع کر دی۔ کہ یہ انگریزوں سے مل گئے ہیں۔ اور پنجاب ان کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ خود انگریزوں سے مل کر سکھ حکومت کے خلاف سازباز کر رہے تھے اور سکھ راج کی صف پیٹنے میں مصروف تھے۔

رنجیت سنگھ کا پوتا اپنے باپ کھڑک سنگھ کو ختم کرنا چاہتا تھا

(کھڑک سنگھ) کے اکلوتے لڑکے کنور نونہال سنگھ کو بھی جنہیں دوسرا رنجیت سنگھ کہا جاتا تھا۔ اس بات کا یقین کروا دیا گیا کہ ان کا باپ (کھڑک سنگھ) انگریزوں کے پاس بک گیا ہے۔ اور اب سکھ حکومت چند دنوں کی مہمان ہے۔ کنور نونہال سنگھ اپنے باپ کے سخت خلاف ہو گئے۔ انھوں نے ایک دن اپنے باپ کو رسیوں سے جکڑ کر ختم کرنا چاہا مگر ان کی والدہ چند کور وہاں پہنچ گئیں اور مہاراجہ کھڑک سنگھ کو بچاؤ ہو گیا۔ آخر کنور صاحب نے اپنے باپ کو حکومت سے الگ کر کے نظر بند کر دیا۔ اور عنان حکومت خود سنبھال لی۔ مہاراجہ کھڑک سنگھ اس نظر بندی کے غم میں قریباً ایک سال تک بیمار رہے۔ اور آخر ۵ نومبر ۱۸۴۰ء کو فوت ہو گئے۔ سکھ مورخین کے نزدیک ان کے ساتھ ان کی مہارانی چند کور کے بغیر گیارہ رانیاں ستی ہوئیں۔

(سکھ راج ص۵۹ و مہاکوش ص۱۵۹ و مہاراجہ دلیپ سنگھ ص۱۵)

رنجیت سنگھ کی بہوؤں کو راجہ دھیان سنگھ نے کہہ دیا کہ ستی ہو جاؤ ورنہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے

مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانیوں میں سے صرف مہاراجہ نونہال سنگھ کی والدہ ماتا رانی چند کور ستی نہیں ہوئی۔ بعد کو پتہ چلا کہ دوسری رانیاں زبردستی جلا دی گئیں دھیان سنگھ نے ان سے صاف کہہ دیا تھا کہ خود ہی ستی ہو جاؤ۔ ورنہ تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

رسالہ سکھ دھرم امرتسر فروری ۱۹۶۳ء

کھڑک سنگھ نے اپنے بیٹے کو کہا تو کور نہیں چوڑ ہے۔

(مہاراجہ کھڑک سنگھ) نے اپنے بیٹے کنور نونہال سنگھ کی طرف دیکھ کر کہا تو کور نہیں "چوڑ" ہے آج تو نے راج برباد کر دیا ہے۔ تو نے اپنی جڑوں پر خود کلہاڑا رکھا ہے...... او کپوت میرے باپ کے لگائے ہوئے پودے کو تو نے جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔ تیری یہ کاروائی خالصہ سلطنت کو لے ڈوبے گی۔ یہ کہکر مہاراجہ کھڑک سنگھ بے ہوش ہو گئے اور زمین پر گر پڑے۔ آپ کو بھاری دروازے کی حویلی میں نظر بند کر دیا گیا۔ (رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جنوری ۱۹۶۵ء و سنت بابا بیر سنگھ ص۶۶)

افسوس حکومت کے لئے باپ کو نظر بند کیا اور ایک دن بھی حکومت نہ کرنے پایا۔

جس دن مہاراجہ کھڑک سنگھ (رنجیت سنگھ کے بیٹے) کی لاش جلائی گئی اسی دن کنور نونہال سنگھ جی بھی سازش یا حادثہ کا شکار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے افسوس جس حکومت کے لئے انھوں نے اپنے باپ کو نظر بند کیا۔ باپ کے بعد ایک دن کے لئے بھی انہیں نصیب نہ ہوئی اور بے نیل و مرام اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ موجودہ زمانہ کے قریباً تمام سکھ محققین کنور نونہال سنگھ کی اس ناگہانی موت کو راجہ دھیان سنگھ ڈوگرے کی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں (مہان کوش ص۵۴۹)

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دوسرے بیٹے شیر سنگھ

پوتے کنور نونہال سنگھ کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے دوسرے بیٹے مہاراجہ شیر سنگھ بنے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ چونکہ کنور نونہال سنگھ کی رانی حاملہ ہے اس لئے اس کا بیٹا تخت کا جائز وارث ہونا چاہئیے۔ جب تک وہ پیدا نہ ہو رانی چندر کور کنور نونہال سنگھ کی والدہ حکومت کا کاروبار چلائے یہ تجویز چونکہ راجہ دھیان سنگھ کی منشار کے خلاف تھی۔ اس لئے کامیاب نہ ہو سکی اور راجہ دھیان سنگھ نے مہاراجہ شیر سنگھ کو اکسا کر لاہور پر حملہ کروا دیا۔

دربار صاحب کا جھنڈا چھ ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

خانہ جنگی نے منہ سے نقاب اتار دیا۔ شیر سنگھ ماں کے برابر بھاوج پر حملہ آور ہوا۔ اس راجہ کے گورو کی بجائے اپنا سکہ چلایا۔ اس راجہ کے پہلے سال ۱۸۴۲ء میں ۱۲ اساکھ رات کو سری دربار صاحب

کا جھنڈا چھ ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ چھ سال بعد ۱۸۴۹ء میں لاہور کے قلعہ پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا اس وقت سر ہنری لارنس کی اجازت کے بغیر شاہی خزانہ موتی محل سے ایک ٹانک شاہی پیسہ نہیں نکل سکتا تھا۔ رسالہ گورمت پرکاش امرتسر جولائی ۱۹۶۲ء

رنجیت سنگھ کے خاندان کو سکھوں نے برباد کیا

گیانی پرتاب سنگھ جی سابق جتھیدار اکالی تخت امرتسر کا بیان۔

دھیان سنگھ...... ڈوگرے نے شاہی خاندان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے مہاراجہ کھڑک سنگھ کی رانی چند کور اور اس کے بیٹے کنور نونہال کو پٹی پڑھائی کہ مہاراجہ صاحب حکومت چلانے کے اہل نہیں ہیں...... اس کے ساتھ ہی سکھوں میں یہ پروپگنڈا بھی کیا گیا۔ کہ مہاراجہ کھڑک سنگھ۔ چیت سنگھ کے ذریعہ انگریزوں سے مل گیا ہے۔ اس نے لاہور کی آمدنی میں سے ایک روپیہ میں سے چھ آنے انگریز کو ادا کرنا مان لئے ہیں۔ وہ جلد لاہور پر انگریزوں کا قبضہ کروا دے گا۔ حالانکہ یہ جھوٹا پروپگنڈا کرنے والا دھیان سنگھ خود انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔

(سنت بابا بیر سنگھ ۷۴-۷۵)

رنجیت سنگھ کے دوسرے بیٹے شیر سنگھ کا حال

مہاراجہ شیر سنگھ (فاتح بالاکوٹ) تخت نشینی کے تقریباً دو سال بعد ۱۵ ستمبر ۱۸۴۳ء کو سردار اجیت سنگھ سندھا والیہ کے ہاتھوں گولی لگ جانے سے مارا گیا۔ اسی دن اس کا ۱۲-۱۳ سال کا لڑکا کنور پرتاب سنگھ بھی سندھا والیہ سرداروں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس بچے نے بہت شور مچایا۔ منت سماجت بھی کی۔ پر اس کی ایک بھی نہ سنی گئی۔ نیز سکھ راج کا مشہور و معروف وزیر راجہ دھیان سنگھ بھی اسی روز قتل کر دیا گیا۔

(سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۶۵)

شیر سنگھ کو حکومت دیکر عقلمندی نہ کی

ایک سکھ ودوان کا تبصرہ

مہاراجہ شیر سنگھ ایک وسیع سلطنت کے سربراہ تو بن گئے۔ مگر اسے سنبھالنے کی ان میں صلاحیت نہ تھی۔ اکثر مورخین کی رائے ہے کہ وہ حکومت ملتے ہی عیش و عشرت میں مبتلا ہو گئے

اور اکثر سکھ سردار یہ محسوس کرنے لگے کہ انھوں نے شیر سنگھ کے ہاتھ میں اس وسیع سلطنت کی ضامن حکومت دیکر عقلمندی نہیں کی۔ اور سکھ فوج کو بھی معلوم ہو گیا کہ شیر پنجاب کی گدی پر بیٹھنے کے لئے جس اہلیت اور صلاحیت کی ضرورت ہے وہ شیر سنگھ میں نہیں۔۔۔ شیر سنگھ نے ایک اور غلطی کی کہ سردار لہنا سنگھ سندھا والیہ کو قید کر لیا

(سکھ راج ص۶۷)

شیر سنگھ کو ٹھکانے لگانے والے سکھ

مہاراجہ شیر سنگھ کی حماقتوں نے سندھا والیہ سرداروں کو جو سکھ راج کا ایک مضبوط بازو سمجھے جاتے تھے اس کا ہمیشہ کے لئے دشمن بنا دیا۔ اور وہ اس کے خون کے پیاسے ہو گئے چنانچہ انھوں نے مہاراجہ شیر سنگھ کو ٹھکانے لگا کر ہی چھوڑا۔

سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے یہ بیان کیا ہے۔

مہاراجہ شیر سنگھ کا یہ وطیرہ ہے کہ دن رات شراب پیتا ہے اور مسخروں کے ساتھ مسخریاں کرتا ہے۔ کنچنیوں سے کھیلتا ہے۔ عام لوگ شیر سنگھ کی طرف اس لئے مائل نہیں ہوتے کہ اس کی زبان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کہتا کچھ ہے۔ اور کرتا کچھ اور ظالم بھی بہت ہے۔ جب سے تخت پر بیٹھا ہے کئی ہزار آدمیوں کو پھانسی دے چکا ہے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ چکا ہے۔ حالانکہ ان کا قصور اتنا بڑا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اس نے لوہے کا ایک پنجرہ بنوا رکھا ہے۔ روزانہ سینکڑوں چڑیاں اس پنجرہ میں بند کر کے اور آگ جلا کر اپنے ہاتھوں سے اس پنجرے کو آگ پر رکھ دیتا ہے اور چڑیوں کو بھونتا ہے۔ اس کا نام اس نے "ہولاں" رکھا ہوا ہے اور کنجوس بھی بہت ہے اپنی تخت نشینی کے وقت جو کچھ فوجیوں کو دیا تھا۔ اب وہ مختلف حیلوں اور بہانوں سے واپس لئے جا رہا ہے۔

(بہہ ملّے اتہاسک ص۲۴۸)

شیر سنگھ نے اپنی بھاوج کو زہر دیا

شیر سنگھ نے کنور نونہال سنگھ کی حاملہ بیوی کو اس خیال سے زہر دیدیا کہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو سلطنت کا حقیقی وارث وہی ہوگا۔ اور شیر سنگھ کو تخت سے دستبردار ہونا پڑے گا (سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۶۴) اس کے علاوہ اس نے کنور صاحب کی والدہ ماجدہ اور اپنی بڑی بھاوج

رانی چند کور سے جو مہاراجہ کھڑک سنگھ کی مہارانی تھی شادی کرنے کی کوشش کی جب چند کور نے پسند نہ کیا (سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۶۴) اسے بھی زہر دیکر ہلاک کرنا چاہا مگر وہ بچ گئی (سکھ اتہاس حصہ دوم ص۱۶۵) سکھ سرداروں اور اکثر فوجیوں نے شیر سنگھ کی ان حرکات کو بہت ناپسند کیا۔ اور وہ برملا کہنے لگے کہ ہم رانی چندر کور کو تخت پر بٹھا دیں گے اور شیر سنگھ کو اسی گمنامی کے گڑھے میں اتار دیں۔ جس میں وہ پہلے دن کٹ کرتا تھا۔

(سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج ص۲۲۳)

شیر سنگھ نے اپنی بڑی بھاوج کو مروا دیا۔

مہاراجہ شیر سنگھ اور دھیان سنگھ نے اس کے بعد رانی چندر کور (کھڑک سنگھ کی بیوی) کو اس کی خادماؤں کے ذریعہ پتھروں کی مار کروا کر ملک عدم پہنچا دیا (سکھ اتہاس لیکچر ص۳۸۵) پھر ان خادماؤں کے ہاتھ پاؤں اور ناک کان وغیرہ کٹوا دیئے کہ انھوں نے رانی چندر کور کو قتل کر دیا ہے۔ (سکھ راج ص۶۵)

مگر وہ خادمائیں یہی کہتی رہیں کہ

شیر سنگھ اور دھیان سنگھ نے جاگیروں اور انعاموں کا لالچ دے کر
ہم سے یہ جرم کروایا ہے۔ ورنہ ہمیں کیا ضرورت تھی کہ اپنی ان داتا
کو ہم مار دیتیں، اب اپنے بچاؤ کے لئے سارا الزام ہمیں دیا جا رہا ہے۔ آخر
ہمارا انصاف ہمارا خدا کرے گا۔

سکھ راج ص۱۶۵ و سکھ دھرم فروری ۱۹۶۳ء

سکھ مورخین کے مطابق ان دنوں درندگی اپنے پورے جوبن پر تھی۔ سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے بابا نارائن سنگھ جی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ

شیر سنگھ کی بیویوں کی جواہر سنگھ نے عصمت دری کی

جب شیر سنگھ مارا گیا تو اس کی کوئی بیوی بھی اس کے ساتھ ستی نہیں ہوئی۔ جب جواہر سنگھ وزیر بنا تو اس وحشت نے سب کی زبردستی عصمت دری کی اور خدا تعالیٰ کا خوف بھلا کر برے فعل کیے (اس کی بہن) جندان کو سب پتہ تھا لیکن بھائی کو کچھ نہ کہتی تھی۔

شیر سنگھ کی بیویوں کی عصمت لوٹنے والے کی بیویوں کا حال

اب جبکہ جواہر سنگھ مارا گیا تو اس کی سات بیویوں سے کہا گیا ہمیں معلوم کل کو تمہاری بھی عصمت دری کر دے۔ تم خاوند کی لاش کے ساتھ ستی ہو جاؤ۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا میں دوسری طرح ایک دن کے اندر اندر مروا دوں گی۔ آخر وہ مان گئیں۔ موتی مندر کھول دیا گیا اور ساتوں عورتیں مختلف قسم کے زیورات سے آراستہ ہو گئیں۔

جب بادامی باغ (لاہور) میں انکی پالکیاں لے گئے تو سکھوں نے راستہ میں ہی سب اشیاء ان سے چھین لیں۔ بیچاریوں کے کانوں اور ناکوں سے خون کے فوارے چل پڑے اور ان کی زباں پر یہ جاری تھا کہ بھائی ویر سنگھ نے چار بیلیوں کا سوہاگہ پھیرا ہے۔ اب آٹھ بیلیوں کا پھیرے گا۔ لاہور میں سکھوں کی ایک ڈھیم بھی نہیں رہے گی۔

(ابہہ مُلّے اتہاسک لیکھ ص۲۶۔ سردار کرم سنگھ دی اتہاسک کھوج ص۲۷)

یہ کتنا دردناک نظارہ ہے کہ (شیر سنگھ کے وزیر اعظم) جواہر سنگھ کی بیویاں اپنے مردہ خاوند کی لاش کے ساتھ زندہ جلنے کو جا رہی ہیں۔ اور انہیں لوٹ لیا جاتا ہے اور لہولہان کر دیا جاتا ہے یہ سنگدلی کی بدترین مثال ہے۔

شیر سنگھ کی ڈھائی سالہ حکومت ۱۸۴۱ء ۸ر جنوری ۱۸۴۳ء ستمبر سردار اجیت سنگھ سندھاوالئے کی گولی کا نشانہ بن گئے۔ (رسالہ سکھ دھرم فروری ۱۹۶۳ء)

سکھوں کی تلواریں سکھوں کی گردن پر

اس سے قبل ایک مرتبہ راجہ ہیرا سنگھ جواہر سنگھ کو قید کر چکا تھا (سنت بابا بیر سنگھ ص۸۶)

اس کشت و خون اور قتل و غارت کے دوران رانی چند کور کو بھی زہر دیکر ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ بچ گئی (سکھ اتہاسک لیکچر ص۲۹۲) نیز مہاراجہ رنجیت سنگھ کا لڑکا کنور کشمیرا سنگھ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا (تواریخ گورو خالصہ حصہ سوم ص۱۲۶) ان کے دوسرے لڑکے کنور پشاورا سنگھ کو مار کر اس کی لاش اٹک دریا میں بہا دی گئی (مہاراجہ دلیپ سنگھ ص۳۵)

مختصر یہ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی وفات کے بعد ۱۸۳۹ء سے ۱۸۴۹ء تک دس سال کے عرصہ

میں خون کی ہولی کھیلی گئی وہ بہت ہی ہولناک ہے اور خود مہاراجہ رنجیت سنگھ کا اپنا تمام خاندان خون میں لت پت ہو گیا۔ اور اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ یہ زمانہ صرف پنجاب کے عوام کے لئے ہی نہیں بلکہ خود مہاراجہ رنجیت سنگھ کے گھرانے کی عورتوں اور مردوں کے لئے ایک قیامت کا دور تھا۔

جس خالصہ راج کی بنیاد سکھ مورخین اور مصنفین کے مطابق ۱۶۹۹ء میں رکھی گئی تھی۔ اور جو بڑے لمبے عرصہ کے قتل و غارت اور لوٹ مار کے بعد ۱۸۰۱ء میں ظہور میں آیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی موت کے بعد اس کا جو حشر ہوا اس کا ہولناک خاکہ اکالی تخت امرتسر کے سابق جتھیدار سنگھ صاحب گیانی پرتاب سنگھ جی نے یوں پیش کیا ہے۔

لاہور دربار سازشوں۔ بغاوتوں۔ معصوموں کے قتل۔ برچھا گردوں۔ غداروں۔ خودغرضوں اور مغرور لوگوں کا اکھاڑہ بن گیا۔ آزادی کا "کلپ برکھ" جسے ست گوروں نے لگایا تھا۔ اور جسے مسلوں مہاراجہ رنجیت سنگھ اور بے شمار شہیدوں نے اپنے خون سے سینچا تھا۔ اسے گھن لگ گیا مرجھا گیا۔ اور خشک ہو کر گر پڑا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دس بارہ سال بعد کی تاریخ پھوٹ، خانہ جنگی۔ سازشوں۔ غداریوں۔ تباہیوں اور بربادیوں کی دردناک کہانی سے جو رونگٹے کھڑے کر دیتی ہے اور آنکھوں میں خون کے آنسو لے آتی ہے۔ (سکھ اتہاسک لیکچر ص۲۷۳)

ہم اپرادھی نرگنیارے۔ نہ کچھ سیوا نہ کرمارے

گربوہتھ وڈبھاگی ملیا۔ نانک داس سنگ پاتھر تریا

ہم گنہگار ہیں کوئی خوبی بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہم نے کوئی خدمت کی اور نہ کوئی عمل ہی کیا ہے + خوش قسمتی سے مرشد کامل مل گیا ہے۔ ہم پتھر بھی اس کے ساتھ کنارے لگ گئے ہیں گورو نانک جی نے فرمایا۔

اے انسان جس نے تجھے اس پانی (نطفہ) سے بنایا ہے اور مٹی سے تیرا جسم تیار کیا ہے اور جس نے ماں کے پیٹ میں تیری حفاظت کی ہے اس محافظ کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور باقی تمام خیالات کو چھوڑ دے۔ (گورو گرنتھ صاحب راگ رام کلی محلہ ۵ اردو ص۱۴۱۶)

تقریباً پانچ سو سال کے بعد بھی مسلمان گورونانک جی کی وہی عزت و احترام کرتے ہیں۔ ایسی محسن قوم کے ساتھ سکھوں کے گروؤں نے اور سکھ برادری نے اس قوم کے ساتھ جو بے وفائی کی ہے تاریخ میں نازی قوم کو بھی شرما دیا۔ اس بے وفائی نے گورونانک جی کی روح کو ناراض کر دیا۔ گورونانک جی اب تک بھی مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ گورونانک جی کے دور میں مغلوں کو سات پشت تک حکومت کی بشارت دی۔ اس دور میں عربوں کو حکومت کی بشارت دی ہے۔

گورو گرنتھ صاحب عرب کے شیخوں کو خوشخبری سنا رہا ہے

(اے شیخو) گھر گھر میاں سنبھال جیاں۔ بولی اور تمہاری۔ جتنے تو میر مہیت صاحب قدرت کون ہماری۔ چارے کونٹ سلام کریں گے۔ گھر گھر صفت تمہاری۔

اب وہ وقت آگیا کہ عرب کے شیخوں کو حکمرانی کے دن آگئے۔ بولی عربوں کی چلے گی۔

چاروں کونوں سے شیخوں کو مجبوراً سلام کرنا پڑا۔ دنیا کے ہر ملک کو شیخوں کی صفت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں اے مولا اگر تو نے اپنی مشیت سے ہندوستان میں مسلمانوں کا دور کر دے تو ہم کون ہیں جو اس میں روک پیدا کریں۔ (گورو گرنتھ صاحب راگ بسنت محلہ اردو ص۱۰۹۵)

آج سے پانچ سو سال پہلے گورونانک جی نے مکہ معظمہ میں باوضو بیت اللہ میں کھڑے ہو کر عرب کے شیخوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے شیخو میری دعا سے تمہارے مال و دولت کا اضافہ نہیں ہے۔ بلکہ میرا یہ پیغام ہے۔

چشتی نے جس زمین میں پیغام حق سنایا

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے

ہند کو ایک مرد کامل نے جگایا خواب سے

——— اقبال

گورونانک جی اللہ کی وحدانیت کو قائم کرنے کے لئے چالیس سال تک دور دراز ہندوؤں کے

تیرتھ گاہوں پر جا کر یہ دیکھا۔ اندھے گرنتھے اندھار۔ پاتھرے پوجنیہ مگدھ گوار۔ وہ جا آپ ڈوبے تم کہاں ترن ہار۔

بندرابن میں یہی دیکھا۔ گومتی دوارکا بیٹ دوارکا۔ کرنور کے گنیش۔ راس کماری۔ ہردوار رام تیرتھ گورونانک جی نے ہندوؤں کے قدیمی تیرتھوں کا کھنڈن آزاد ہو کر اس کے رو میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ اس کام میں نہ گرمی نہ سردی نہ پہاڑوں کی سربفلک چوٹیاں ان کے راستہ میں حائل ہو سکیں۔

ہندوستان کے ان تینتیس کروڑ بتوں کے پوجنے والوں کو راہ راست پر لانے کے لئے سری رام جی آئے ان کی قوم نے ان کا بت بنا لیا۔ سری کرشن جی آئے ان کی بھی قوم نے ان کا بت بنا لیا۔ الغرض مکہ معظمہ سے اٹھنے والے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی بت پرستی کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ اس زمین پر آج تک بت نہ آ سکا۔ ایسی توحید کو قائم کرنے کے لئے گورو جی نے ہمت و استقلال کو حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ گئے حج بیت اللہ کیا سال بھر عبادات و ریاضت میں رات دن دعاؤں میں لگے رہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا کا بیان

تب گورونانک جی اٹھ کھڑے ہوئے وضو کرنے لگے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ سات ہی راگ بسنت میں یہ شبد بولنے لگے۔ یہ چیت کے دن تھے مکہ کا حج ہوتا ہے۔

اب میاں جیوں جی راج پاتشاہی تمہاری ہے۔ اور تمہارے ہی لشکر ہیں۔ تمہارے ہی گھوڑے ہیں گھر گھر میاں سنبھال جیاں کا جو صاحب ہے سو بھی تم ہی ہو۔ بولی بھی تمہاری اور ہے۔ تمہاری بولی سے ہندو لوگ ڈرتے ہیں۔ سمجھتے نہیں جو آپ نے فرمایا ہے...... اب تم آدھ پورکھ کو اللہ کہتے ہو۔ وڈیائی تم کو شیخوں کو ملی ہے۔ اور دیول دیوتے اور براہمین وہ خدا نے ہندوؤں کو دیتے تھے مگر آپ نے انہیں منسوخ کر کے ان کو کرلا گا گیا ہے (ابدیہ خل کیا ہے) ایسی کیرت تمہاری کلجگ میں چلی ہے۔ کو جا۔ بانگ اور معدّ جو نیل روپ بنواری کا بھیس تھا میاں جی وہ تمہارے گھر گھر تمام جیوتوں میں رائج ہوا ہے اور چاروں کونٹ تمہارے آگے سلام کرتے ہیں۔ کیوں کہ جو روپ سب کا ہے اس میں بھی تمہارے ہاتھ ہے اور بولی بھی تمہاری ہے۔ اور تم ہیبت (خدا کے منظور نظر) ہو گھر گھر تمہاری صفت ہوتی ہے۔

(جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۰۱)

مغلوں نے کشمیر کو مسلمان کیا اب عرب ہندوستان کو مسلمان کرنا ہے

گورونانک جی کے مشن کو مغلوں نے جو براہمن گورونانک جی کے سخت دشمن تھے تقریباً تمام کے تمام براہمنوں کے گلے سے جنوا اور پیشانی سے قشقہ نکلوا کر یہ کہلوایا۔

کلمہ کہو تو کل پڑے۔ بنا کلمہ گل نہ جہاں کلمہ کہو لئے سب کل کلمہ میں ما

عرب کے شیخوں کی یہ ذمہ داری ہے۔

(۱) آدھو پور کھو کو اللہ کھے۔ شیخاں آئی واری[۲]۔ دیول دیوتیاں کرلاگا۔ اسی کیرت چلائی۔

عربوں کو دولت سے اس لئے نوازا ہے کہ مغلوں کی طرح ہندوستان کے دیول دیوتیاں کو یک لخت ختم کر دیا جائے گا۔ ان بت خانوں میں ان گوردواروں اور گرجاؤں میں یہ ہوگا۔

(۳) کوزہ۔ بانگ۔ نماز۔ مصلّیٰ۔ نیل روپ بنواری اکا عمل ہوگا۔

گورو جی نے فرمایا ہے کہ بے نمازی کتا ہے۔

حضرت جو فرمایا فتویٰ مینھ کتاب۔ بے نمازاں تے سگ بھلے جو راتیں رہن سنجاگ
دتی بانگ نہ جاگئی ستے رہن نبھاگ۔ سنت فرض منتی نہ منتی امر کتاب

(جنم ساکھی ولایت والی ص ۲۵)

گورو جی مکہ معظمہ کے سفر میں یہ کیا ہے۔

بابا پھیر مکے گیا نیل بستر دھارے بن واری۔ عصیٰ ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلّیٰ دھاری

(بھائی گوردواس جی وار یکم پوڑی)

کن انگلیاں پائے تب نانک دتی بانگ۔ جتنی امت جمع سی سُن ہوئی سن کر جانگ۔

(جنم ساکھی بھائی بالا ص ۲۰۳)

(۴) گھر گھر میاں سبھناں جیاں۔ بولی اور تمہاری

گھر گھر میں میاں جی کہنا شروع کر دیا گیا۔ عام بول چال بھی تبدیل ہوگئی ہے۔

(۵) جیسے تو میر میت صاحب۔ قدرت کون ہماری

اے اللہ اگر تو نے اپنی مشیت سے ہندوستان میں بھی مسلمانوں کا دور کر دے۔ تو ہم کون ہیں جو اس میں روک پیدا کر دیں۔

(۶) چاروں کو نٹ سلام کریں گے۔ گھر گھر صفت تمہاری

چاروں طرف سے لوگ ایک دوسرے کو سلام کریں گے۔ اور ہر گھر میں آپ ہی کے حمد کے گیت گائے جائیں گے۔

گورونانک جی کے مطابق آئندہ نہ گڈ مارننگ چلے گا نہ ست سری اکال چلے گا۔ نہ نمستے چلے گا۔ بلکہ صرف چاروں طرف صرف سلام ہی سلام ہوگا

شیخاں آئی واری

جب گورو جی چوتھی ادرسی ۱۵۱۸ء سے ۱۵۲۱ء میں مکہ معظمہ گئے تو وہاں کے شیخوں کا معاشی حال یہ تھا پانی کا ایک پیالہ ایک ریال میں بکتا تھا۔ آج ان شیخوں کی دولت کا یہ حال ہے۔

دنیا کی دوسری نمبر کی حکومت بھارت جس کا سالانہ بجٹ فروری ۱۹۸۱ء میں ایک کھرب ۷۰ ارب ۲۱ کروڑ بھارتی روپیہ ہے۔

دنیا کی چھوٹی سی حکومت سعودیہ ۷ جولائی ۱۹۷۸ء ایک کھرب تیس ارب سعودی ریال پاکستانی تقریباً تین کھرب ۹۰ ارب روپیہ

سعودی حکومت نے بھارت میں سرمایہ کاری کے لئے ۱۴ ارب ڈالر فراہم کیا ہے۔ پاکستانی ایک سو ۴۰ ارب روپے ہوتے۔

سعودی حکومت عرب فنڈ سے بہار کے پن بجلی کے لئے ۲۸ کروڑ روپیہ قرضہ دیا ہے۔

افغان مہاجرین فنڈ میں سعودی حکومت نے ۱½ ارب روپیہ عطیہ دیا ہے۔

جدہ ائیرپورٹ کی تیاری پر ۵ ارب ڈالر خرچ کیا۔

۲۸ [illegible] ۱۹۸۲ء اندرا کے سعودی عرب میں قیام کے موقع پر بھارتی فرم کو ۵ اکروڑ ڈالر

کا تعمیراتی ٹھیکہ ۱۵۰ ملین کا ٹھیکہ بڑھ کر ۲۰۰ سو ملین ڈالر تک بھی ہو جائے گا۔ فرنیچر کے ساتھ مکمل ۵۷۶ مکانات تبوک میں تعمیر کرے گی۔

شیخاں آلی واری

شیخ زید بن سلطان النہیان ابوظہبی کی آمدنی ۹۴ ارب دس کروڑ درہم آمدنی۔

شیخ راشد بن سعید المکتوم کی چار ارب ستر کروڑ ڈالر آمدنی

شیخ سلطان بن القاسمی شارجہ ۲۰ کروڑ ڈالر۔

شیخ صالح السالم الصباح کویت فی کس آمدنی ۱۵۵۷ ڈالر سالانہ دنیا کا امیر ترین ملک ہے

گورونانک جی نے چوتھی اداسی ۱۵۱۶ء میں مکہ معظمہ میں ان شیخوں کو جو بشارت دی تھی آج پوری ہوئی

لَا یَبْقیٰ عَلیٰ ظَہْرِ الْاَرْضِ بَیْتُ مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ کَلِمَۃَ الْاِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِیْزٍ وَّذُلِّ ذَلِیْلٍ (مشکوٰۃ شریف)

زمین کے اوپر کوئی کچا گھر یا خیموں کا گھر ایسا باقی نہ رہے گا جس میں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو اللہ اس کلمہ کو (ہر گھر میں) عزیز کو عزت دیکر اور ذلیل کو ذلت دیکر داخل کرے گا۔